نماز کے بعض اختلافی مسائل

حافظ زبیر علی زئی

نماز کا پورا طریقہ، احادیثِ صحیحہ ومقبولہ سے بیان کرنے کے بعد ☆ اب وہ بعض اختلافی مسائل پیشِ خدمت ہیں جن میں فقہاءِ کرام کا اختلاف ہے، ان مسائل میں فریقین کے دلائل کا غیر جانب دارانہ جائزہ، قرآن، حدیث، اجماع، اصولِ حدیث، اسماء الرجال اور اصول فقہ کی روشنی میں لکھا گیا ہے، اللہ تعالیٰ حق سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

((رفع الیدین قبل الرکوع وبعدہ))

تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کے سنت و (بلحاظِ لغت) مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والا رفع یدین درج ذیل احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔

ا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ جب نماز میں (تکبیر تحریمہ کے لئے) کھڑے ہوئے تو رفع یدین کیا حتی کہ آپ کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہوگئے۔ آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے وقت ایسا ہی کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے تھے اور فرماتے: سمع اللہ لمن حمدہ، اور آپ ﷺ سجدوں میں (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔ (۱)

۲: ابوقلابہ (مشہور تابعی) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا: وہ جب نماز پڑھتے تکبیر (اللہ اکبر) کہتے پھر رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (تو) رفع یدین کرتے اور حدیث بیان کرتے تھے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔ (۲)

۳: وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ جب نماز میں داخل ہوئے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا (کانوں تک) پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کپڑا لپیٹ لیا۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو کپڑے سے ہاتھ باہر نکال کر رفع یدین کیا پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا (اور) رفع یدین کیا، پھر جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔ (۳)

☆ دیکھئے الحدیث: ۱ص ۶۔۱۹

(۱) البخاری: ۷۳۶ ولفظہ "رأیت رسول اللہ ﷺ إذا قام فی الصلوۃ رفع یدیه حتی تکونا حذو منکبیه، وکان یفعل ذلك حین یکبر للرکوع و یفعل ذلك إذا رفع رأسه من الرکوع و یقول: سمع الله لمن حمده، ولا یفعل ذلك فی السجود" (مسلم: ۳۹۰ وترقیم دارالسلام: ۸۶۱۔۸۶۳)

(۲) مسلم: ۳۹۱/۲۴ ولفظہ "أنه رأی مالك بن الحویرث إذا صلی کبر ثم رفع یدیه وإذا أرادأن یرکع رفع یدیه وإذا رفع رأسه من الرکوع رفع یدیه وحدث أن رسول الله ﷺ کا ن یفعل هکذا" والبخاری: ۷۳۷　(۳) مسلم: ۴۰۱/۵۴

ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ شروع نماز، رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع یدین کرتے تھے۔ دوسرے صحابہ کرام نے اس حدیث کی تصدیق فرمائی، رضی اللہ عنہم اجمعین۔(۱)

نیز درج ذیل صحابہ کرام سے بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

۵: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۲)

۶: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ (۳)

۷: ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ (۴)

۸: ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (۵)

۹: جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ (۶)

۱۰: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ (۷)

معلوم ہوا کہ رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین والی روایت متواتر ہے۔ دیکھئے نظم المتناثر فی الحدیث المتواتر ص ۳۱، ۳۲، اور میری تصنیف کردہ کتاب: نور العینین فی (اثبات) مسئلہ رفع الیدین، طبع اول ص ۸۹، ۹۰

---

(۱) ابوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح،

(۲) جزء رفع الیدین للبخاری بتحقیقی: (۱) وسندہ حسن، ابوداود: ۷۴۴، ۷۶۱، الترمذی: ۳۴۲۳ وقال: ''ھذا حدیث حسن صحیح'' ابن ماجہ: ۸۶۴ وصححہ ابن خزیمہ: ۵۸۴، وأحمد بن حنبل (نصب الرایہ ۱/۴۱۲)

اس کا راوی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد: حسن الحدیث ہے (سیر اعلام النبلاء ۸/۱۶۸، ۱۷۰)

(۳) ابن خزیمہ: ۶۹۴، ۶۹۵ وسندہ حسن

(۴) الدارقطنی (۱/۲۹۲ ح ۱۱۱۱) وسندہ صحیح

(۵) البیہقی فی السنن الکبریٰ ۲/۷۳ وقال: ''رواتہ ثقات'' وسندہ صحیح تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین طبع اول ص ۸۷، ۸۸

(۶) مسند السراج، قلمی ص ۵۲ ومطبوع: ح ۹۲، وسندہ حسن، ابن ماجہ: ۸۶۸ ابوالزبیر المکی نے سماع کی تصریح کر دی ہے اور ابوحذیفہ حسن الحدیث راوی ہے۔

(۷) ابوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے یہی صفحہ، فقرہ: ۴، حاشیہ: ۱

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد درج ذیل صحابہ کرام رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین پر (بغیر کسی انکار کے) عمل پیرا تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۱: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۱)

۲: مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ (۲)

۳: ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ (۳)

۴: ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (۴)

۵: عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما (۵)

۶: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (۶)

۷: انس بن مالک رضی اللہ عنہ (۷)

۸: جابر رضی اللہ عنہ (۸)

۹: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ (۹)

۱۰: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (۱۰)

مشہور تابعی، امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) شروع نماز میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (۱۱)

---

(۱) البخاری: ۷۳۹ وسنده صحيح ، وأخطأ من أعله وقال البغوي: هذا الحديث صحيح (شرح السنة ۳/۲۱)

(۲) البخاری: ۷۳۸ ومسلم: ۳۹۱

(۳) الدارقطنی ۱/۲۹۲ ح ۱۱۱۱ وسندہ صحیح

(۴) البیہقی ۲/۷۳ وسندہ صحیح

(۵) البیہقی ۲/۷۳ وقال: ''رواتہ ثقات'' وسندہ صحیح

(۶) عبدالرزاق فی المصنف ۲/۶۹ ح ۲۵۲۳، ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۵ وسندہ حسن

(۷) جزء رفع یدین: ۲۰ وسندہ صحیح

(۸) مسند السراج قلمی ص ۲۵ وسندہ حسن

(۹) جزء رفع الیدین: ۲۲ وسندہ صحیح

(۱۰) الخلافیات للبیہقی بحوالہ شرح الترمذی لابن سید الناس، قلمی ج ۲ ص ۲۱۷ وسندہ حسن، دیکھئے نور العینین طبع دوم ص ۱۹۴۔۲۰۳

(۱۱) البیہقی فی السنن الکبریٰ ۲/۷۵ وسندہ صحیح

صحابہ کرام کے ان آثار کے مقابلے میں کسی صحابی سے باسند صحیح وحسن: ترکِ رفع الیدین قبل الرکوع وبعدہ ثابت نہیں ہے۔رضی اللہ عنہم اجمعین امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''کسی ایک صحابی سے بھی رفع یدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے''(۱)

لہذا معلوم ہوا کہ رفع یدین کے عمل پر صحابہ کرام کا اجماع ہے رضی اللہ عنہم اجمعین ۔اگر رفع یدین متروک یا منسوخ ہوتا تو صحابہ کرام بالاتفاق اس پر عمل نہ کرتے ،ان کا اتفاق واجماع یہ ثابت کررہا ہے کہ ترکِ رفع یدین یا منسوخیت کا دعوی ، سرے سے ہی باطل ہے۔مخالفین رفع یدین کے شبہات کا مدلل رد آگے آرہا ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

نماز میں آدمی جو(مسنون)اشارہ کرتا ہے تو اسے ہر اشارے کے بدلے(ہر انگلی پر)ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے(۲)

((مخالفین رفع یدین کے شبہات کا مدلل رد))

اب مخالفین رفع یدین ،تارکین اور مدعیان نسخ کے شبہات کا مختصر اور جامع جائزہ پیش خدمت ہے۔

ا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور رفع یدین نہیں کیا مگر صرف پہلی دفعہ(۳)

اس روایت کی سند میں ایک راوی امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ ہیں جو کہ مدلس ہیں اور روایت عن سے کررہے ہیں۔لہذا اصولِ حدیث کی رُو سے یہ سند ضعیف ہے۔

---

(۱) جزء رفع الیدین:۷۷والمجموع شرح المھذب للنووی ۴۰۵/۳

(۲) الطبرانی فی المعجم الکبیر ج ۱۷ص ۲۹۷ح ۸۱۹ وسندہ حسن

یہ اثر حکماً مرفوع ہے اور مرفوعاً بھی مروی ہے دیکھئے السلسلۃ الصحیحہ ج ۷ص ۸۴۸ح ۳۲۸۶،عموم قرآن (سورۃ الانعام:۱۶۱) بھی اس کا مؤید ہے۔

امام اسحاق بن راھویہ،محدث فقیہ مشہور نے اس اثر سے یہ ثابت کیا ہے کہ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین پر، ہر اشارے کے بعد دس نیکیاں ملتی ہیں دیکھئے معرفۃ السنن والآثار للبیھقی ،قلمی ج ۱ص ۲۲۵ وسندہ صحیح ،

امام اہلِ سنت، احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی اس اثر سے ''رفع الیدین فی الصلوۃ'' پر استدلال کرتے ہیں دیکھئے مسائل احمد روایۃ عبداللہ بن احمد ۲۳۷/۱ والتلخیص الحبیر ۲۲۰/۱

(۳) ابوداود:۷۴۸ من طریق سفیان (الثوري) عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة عن عبد الله بن مسعود به وقال:" هذا حدیث مختصر من حدیث طویل و لیس هو بصحیح علی هذا اللفظ" الترمذی:۲۵۷ وقال: " حدیث حسن " النسائی:۱۰۲۷،۱۰۵۹، یہ روایت بلحاظِ سند ضعیف ہے۔

سفیان الثوری کے شاگرد ابو عاصم (الضحاک بن مخلد النبیل) المرتدہ والی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:
نری أن سفیان الثوري إنما دلسه عن أبی حنیفة ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بے شک سفیان ثوری نے اس روایت میں ابوحنیفہ سے تدلیس کی ہے (سنن الدارقطنی ۲۰۱/۳ ح ۳۴۲۳ وسندہ صحیح)
حافظ ابن حبان البستی فرماتے ہیں کہ:
" وأما المدلسون الذين هم ثقات و عدول فإنا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رووا مثل الثوري و الأعمش و أبي إسحاق و أضرابهم .. " (الاحسان، طبع مؤسسۃ الرسالۃ ۱۶۱/۱ قبل ح ۱)
یعنی: اور مدلس جو ثقہ وعادل ہیں جیسے (سفیان) ثوری، اعمش اور ابواسحاق (السبیعی) وغیرھم، تو ہم ان کی (بیان کردہ) احادیث سے حجت نہیں پکڑتے الا یہ کہ انہوں نے سماع کی تصریح کی ہو۔
قسطلانی، عینی اور کرمانی فرماتے ہیں کہ:
سفیان (ثوری) مدلس ہیں اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی الا یہ کہ دوسری سند سے (اس روایت میں) سماع کی تصریح ثابت ہو جائے۔ (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، للقسطلانی ج ۱ ص ۲۸۶، عمدۃ القاری للعینی ج ۳ ص ۱۱۲، شرح الکرمانی ج ۳ ص ۶۲)
ابن الترکمانی الحنفی نے کہا: **" الثوري مدلس و قد عنعن "** (الجوہر النقی ج ۸ ص ۲۶۲)
تفصیل کے لئے دیکھئے میرا رسالہ " التأسیس فی مسألة التدلیس " (ص ۲۰۔ ۳۲)
تنبیہ اول: سفیان ثوری کی اس معنعن والی روایت کی نہ کوئی متابعت ثابت ہے اور نہ کوئی شاھد، العلل للدارقطنی میں متابعت والا حوالہ بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔
تنبیہ ثانی: امام ابن المبارک، الشافعی، ابوداود، دارقطنی وغیرہ جمہور محدثین نے اس روایت کو غیر ثابت شدہ اور ضعیف قرار دیا ہے۔

۲: یزید بن ابی زیاد الکوفی نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی (ثقہ تابعی) سے روایت کی ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کانوں تک رفع یدین کرتے تھے (اور) پھر دوبارہ (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔ (۱)
یہ روایت یزید بن ابی زیاد کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یزید کو جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین طبع اول ص ۱۰۸، ۱۰۹ وطبع ثانی ص ۱۳۵، ۱۳۶ یزید بن ابی زیاد کی متابعت میں ایک روایت پیش کی جاتی ہے (ابوداود: ۷۵۲ وقال: ھذا الحدیث لیس بصحیح) اس روایت میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ دیکھئے فیض الباری لأنور شاہ الکشمیری الدیوبندی (ج ۳ ص ۱۶۸)

---

(۱) ابوداود: ۷۴۹ وسندہ ضعیف

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے یہ روایت یزید بن ابی زیاد سے لی ہے (کتاب العلل لاحمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۴۳ رقم ۶۹۳ ومعرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۱ ص ۲۱۹ مخطوط) لہذا یہ متابعت مردود ہے۔

۳: باطل سند کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ وہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔(۱) اس کا راوی محمد بن جابر جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۹۱) نیز دیکھئے نور العینین طبع اول ص ۱۱۷ وطبع دوم ص ۱۴۳ امام احمد بن حنبل نے محمد بن جابر کی اس روایت کے بارے میں فرمایا کہ: یہ حدیث منکر ہے (۲) حاکم نیسابوری نے کہا: **هذا إسناد ضعيف** (۳) اس روایت میں دوسری علت یہ ہے کہ حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے (۴)

۴: بعض لوگ حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی کی تحقیق سے شائع شدہ مسند حمیدی سے ایک روایت "**فلا يرفع**" (ح ۶۱۴) پیش کرتے ہیں حالانکہ مسند حمیدی کے دو قدیم نسخوں اور حسین سلیم اسد الدارانی (الشامی) کی تحقیق سے شائع شدہ مسند حمیدی (۵) میں "**فلا يرفع**" کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ رفع یدین کا اثبات ہے۔

حسین الدارانی کے نسخے میں حدیثِ مذکور کی سند ومتن درج ذیل ہے:

''۶۲۶ ـ حدثنا الحميدى قال: حدثنا سفيان قال: حدثنا الزهرى قال: أخبرنى سالم بن عبد الله عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه و إذا أراد أن يركع و بعد ما يرفع رأسه من الركوع و لا يرفع بين السجدتين"

ابونعیم الاصبھانی نے المستخرج علی صحیح مسلم میں یہ روایت حمیدی کی سند سے اسی سند ومتن کے ساتھ نقل کی ہے۔(۶)

۵: بعض لوگ مسند ابی عوانہ کی ایک روایت پیش کرتے ہیں جس میں ''لا یرفعھما'' سے پہلے ''و'' گر گئی ہے حالانکہ مسند ابی عوانہ کے دو قلمی نسخوں میں یہ ''و'' موجود ہے جس سے رفع یدین کا اثبات ہوتا ہے نفی نہیں ہوتی (۷)

---

(۱) الدارقطنی ۱/۲۹۵ ح ۱۱۲۰ وقال: "**تفرد به محمد بن جابر و كان ضعيفاً**"

(۲) کتاب العلل ج ۱ ص ۱۴۴ رقم ۷۰۱

(۳) معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۱ ص ۲۲۰

(۴) دیکھئے مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۱۹، ۱۲۰ وقال: "**ولا يقبل من حديث حماد بن أبي سليمان إلا ما رواه عنه القدماء: شعبة و سفيان الثوري و الدستوائي و من عدا هؤلاء رووا عنه بعد الاختلاط**"

(۵) مطبوعہ دار السقا، دمشق، داریا، ج ۱ ص ۵۱۵ ح ۶۲۶

(۶) ج ۲ ص ۱۲ ح ۸۵۶

(۷) دیکھئے نور العینین طبع دوم ص ۲۶۹، ۲۷۱

۶: بعض لوگ ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن میں ترکِ رفع یدین کا ذکرنہیں ہوتا مثلاً المدونۃ☆ الکبری (ج اص ۷۱) کی روایت، وغیرہ، حالانکہ ایک روایت میں ذکر موجود ہونے کے بعد دوسری روایت میں عدمِ ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں ہوتا (۱)

۷: بعض لوگ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس طرح دیکھتا ہوں جیسے شریر گھوڑوں کی دُمیں ہوتی ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو (۲)

یہ روایت مسند احمد (ج ۵ص ۹۳ ح ۲۱۱۶۶) میں ''وھم قعود'' (اور بیٹھے ہوتے تھے) کے الفاظ کے ساتھ مختصراً موجود ہے جس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت قیام والے رفع یدین کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس میں قعدے (بیٹھنے، تشہد) والی حالت میں ہاتھ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ شیعہ ''حضرات'' کرتے ہیں۔ جس کا مشاہدہ آج کل بھی کیا جاسکتا ہے۔ شیعہ کے رد والی حدیث کو اہلِ سنت کے رفع یدین کے خلاف پیش کرنا ظلمِ عظیم ہے۔

اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث سے استدلال کرنے والے کو ''لا یعلم'' (یعنی بے علم) قرار دیا ہے۔ (۳)

امام نووی اس استدلال کو بدترین جہالت کہتے ہیں۔ (۴)

محمود الحسن دیوبندی ''اسیر مالٹا'' فرماتے ہیں کہ: ''باقی اذناب الخیل کی روایت سے جواب دینا بروئے انصاف درست نہیں، کیونکہ وہ سلام کے بارہ میں ہے صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم بوقتِ سلام نماز میں اشارہ بالید بھی کرتے تھے آپ ﷺ نے اس کو منع فرمادیا'' (۵)

محمد تقی عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں کہ: ''لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبہ اور کمزور ہے'' (۶)

معلوم ہوا کہ رفع یدین قبل الرکوع و بعدہ کے خلاف ایک روایت بھی ثابت نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے امام بخاری کی کتاب ''جزء رفع الیدین'' بتحقیقی اور میری کتاب ''نور العینین (۷) کا مطالعہ فرمائیں۔

---

(۱) نیز دیکھئے الجوہر النقی لابن الترکمانی الحنفی ج ۴ص ۷۱-۳، الدرایہ مع الہدایہ ج اص ۷۷ا

(۲) مسلم: ۴۳۰ وترقیم دار السلام: ۹۶۸ (۳) جزء رفع الیدین بتحقیقی: ۳۷

(۴) المجموع شرح المہذب ج ۳ص ۴۰۳

(۵) الورد الشذی علی جامع الترمذی ص ۶۳، تقاریر شیخ الہند ص ۶۵

(۶) درس ترمذی ج ۲ص ۳۶

(۷) طبع: مکتبہ اسلامیہ، بیرون امین پور بازار، بالمقابل شیل پٹرول پمپ فیصل آباد شہر، پاکستان

☆ المدونۃ الکبری ایک غیر مستند کتاب ہے۔ دیکھئے: القول المتین (ص ۷۲)

توضیح الاحکام

حافظ زبیر علی زئی

رفع یدین کے خلاف ایک نئی روایت: اخبار الفقہاء والمحد ثین؟

سوال: بعض لوگ رفع یدین کے خلاف ایک کتاب" اخبار الفقهاء والمحدثين " کا حوالہ پیش کر رہے ہیں مثلاً غلام مصطفیٰ نوری بریلوی لکھتے ہیں کہ:

'' آیئے ہم آپ کی خدمت میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں صریحاً یہ مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے رکوع والا رفع یدین کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع والا رفع یدین ترک کر دیا اور ابتدا کی رفع یدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا یہ حدیث صحیح صریح مرفوع ہے۔

آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن حارث الخشنی القیروانی متوفی سنہ ۳۶۱ ھجری اپنی کتاب اخبار الفقہاء والمحد ثین کے صفحہ۲۱۴ پر سند صحیح سے مرفوعاً یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔فرماتے ہیں کہ: **حدثني عثمان بن محمد قال: قال لي عبيدلله بن يحيى : حدثني عثمان بن سوادة بن عباد عن حفص بن ميسرة عن زيد بن اسلم عن عبدالله بن عمر قال: كنا مع رسول الله ﷺ بمكة نرفع ايدينا في بدء الصلوة وفي داخل الصلوة عند الركوع فلما هاجر النبي ﷺ إلى المدينة ترك رفع اليدين في داخل الصلوة عند الركوع وثبت على رفع اليدين في بدء الصلوة .. توفي** (اخبار الفقہاء والمحد ثین ص۳۱۶)

ترجمہ: جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھے تو ہم رفع یدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں اور نماز کے اندر رکوع کے وقت اور جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے اندر رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا اور ابتداء کی رفع یدین پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثابت رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

ناظرین گرامی قدر: یہ حدیث پاک رفع یدین عندالرکوع کے نسخ میں کتنی واضح ہے۔ پھر بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کی

مرضی ہے" (ترکِ رفع یدین ص ۶۹۵، ۶۹۱ طبع اول جون ۲۰۰۴ء مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد)
عرض ہے کہ کیا یہ روایت صحیح ہے؟ تحقیق سے جواب دیں۔ جزاکم اللہ خیراً
[حافظ عبدالوحید سلفی ۲/ مارچ ۲۰۰۵ء]

الجواب:

جناب غلام مصطفیٰ نوری بریلوی صاحب کی پیش کردہ روایت کئی لحاظ سے موضوع اور باطل ہے۔

دلیل نمبر ۱:

اخبار الفقہاء والمحدثین نامی کتاب کے شروع (ص ۵) میں اس کتاب کی کوئی سند مذکور نہیں ہے اور آخر میں لکھا ہوا ہے کہ: " **تـم الكتاب والحمدلله حق حمده وصلى الله على محمد وآله وكان ذلك في شعبان من عام ۴۸۳ھ** "

یعنی: کتاب مکمل ہوگئی اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جیسا کہ اس کی تعریف کا حق ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل پر درود ہو۔ اور یہ (تکمیل) شعبان ۴۸۳ھ میں ہوئی ہے (ص ۲۹۳)

اخبار الفقہاء کے مذکور مصنف محمد بن حارث القیروانی (متوفی ۳۶۱ھ) کی وفات کے ایک سو بائیس (۱۲۲) سال بعد اس کتاب اخبار الفقہاء کی تکمیل کرنے اور لکھنے والا کون ہے؟ یہ معلوم نہیں، لہذا اس کتاب کا محمد بن حارث القیروانی کی کتاب ہونا ثابت نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۲:

اس کے راوی عثمان بن محمد کا تعین ثابت نہیں ہے۔ بغیر کسی دلیل کے اس سے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک قبری مراد لینا غلط ہے۔ اس ابن مدرک سے محمد بن حارث القیروانی کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

" **عثمان بن محمد بن خشيش القيرواني عن ابن غانم قاضي إفريقية ، أظنه كان كذاباً** "

عثمان بن محمد بن خشیش القیروانی، ابن غانم قاضی افریقیہ سے روایت کرتا ہے، میرا خیال ہے: یہ کذاب تھا۔
(المغنی فی الضعفاء ج ۲ ص ۵۰ ت ۴۰۵۹)

عثمان بن محمد: کذاب، قیروانی ہے اور محمد بن حارث بھی قیروانی ہے لہذا ظاہر یہی ہوتا ہے کہ عثمان بن محمد سے یہاں مراد یہی کذاب ہے۔

یاد رہے کہ عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک کا ثقہ ہونا معلوم نہیں ہے۔ محمد بن الحارث القیروانی سے منسوب کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ:

" قال خالد بن سعد: عثمان بن محمد ممن عنى بطلب العلم و درس المسائل وعقد الوثائق مع فضله وكان مفتي أهل موضعه توفى ٣٢٠ "

خالد بن سعد نے کہا: عثمان بن محمد طلبِ علم پر توجہ دینے والوں میں سے ہے اس نے مسائل پڑھائے اور فضیلت کے ساتھ دستاویزیں لکھیں۔ وہ اپنے موضع (علاقے) کا مفتی تھا، ۳۲۰ھ کو فوت ہوا۔

[اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۲۱۶]

اس عبارت میں توثیق کا نام ونشان نہیں ہے۔

غلام رسول نوری بریلوی نے اس عبارت کا ترجمہ درج ذیل لکھا ہے:

"جناب خالد بن سعد نے فرمایا کہ عثمان بن محمد ان میں سے ہے جنہوں نے مجھ سے علم حاصل کیا ہے اور مسائل کا درس لیا ہے اور یہ پختہ عقد والے ہیں اور صاحبِ فضیلت ہیں اور اپنے موضع کے مفتی تھے"

[ترکِ رفع یدین ص ۴۹۳]!!

دلیل نمبر ۳:

عثمان بن سوادہ بن عباد کے حالات "اخبار الفقہاء والمحدثین" کے علاوہ وہ کسی کتاب میں نہیں ملے۔ اخبار الفقہاء میں لکھا ہوا ہے کہ: " قال عثمان بن محمد قال عبیدالله بن یحیی : کان عثمان بن سوادة ثقة مقبولاً عند القضاة والحکام۔۔۔"

چونکہ عثمان بن محمد مجروح یا مجہول ہے لہذا عبیداللہ بن یحیی سے یہ توثیق ثابت نہیں ہے۔

نتیجہ: عثمان بن سوادہ مجہول الحال ہے اس کی پیدائش اور وفات بھی نامعلوم ہے۔

دلیل نمبر ۴:

عثمان بن سوادہ کی حفص بن میسرہ سے ملاقات اور معاصرت ثابت نہیں ہے۔ حفص کی وفات ۱۸۱ھ ہے۔

دلیل نمبر ۵:

محمد بن حارث کی کتابوں میں "اخبار القضاۃ والمحدثین" کا نام تو ملتا ہے مگر "اخبار الفقہاء والمحدثین" کا نام نہیں ملتا دیکھئے الاکمال لابن ماکولا (۲۶۱/۳) الانساب للسمعانی (۳۷۲/۲)

ہمارے اس دور کے معاصرین میں سے عمر رضا کحالہ نے "اخبار الفقہاء والمحدثین" کا ذکر کیا ہے۔ (معجم المؤلفین ۲۰۴/۳)

اس طرح معاصر خیرالدین الزرکلی نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے (الاعلام ۷۵/۶)

جدید دور کے یہ حوالے اس کی قطعی دلیل نہیں ہیں کہ یہ کتاب محمد بن حارث کی ہی ہے۔ قدیم علماء نے اس کتاب کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

دلیل نمبر ٦:

مخالفین رفع یدین جس روایت سے دلیل پکڑ رہے ہیں اس کے شروع میں لکھا ہوا ہے کہ:

" و کان یحدث بحدیث رواہ مسنداً فی رفع الیدین وھو من غرائب الحدیث وأراہ من شواذھا "

اور وہ رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث سند سے بیان کرتا تھا۔ یہ غریب حدیثوں میں سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاذ روایتوں میں سے ہے۔ (اخبار الفقھاء والمحدثین ص ۲۱۴)

یہ عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ شاذ روایت ضعیف ہوتی ہے۔

غلام مصطفیٰ نوری صاحب نے "کمال دیانت" سے کام لیتے ہوئے "**من شواذھا**" کی جرح کو چھپا لیا ہے۔

ان دلائل کا تعلق سند کے ساتھ ہے۔ اب متن کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

دلیل نمبر ۷:

اس روایت کے متن میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا۔ جبکہ صحیح و مستند احادیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث رضی للہ عنہ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔ (صحیح مسلم ۱/۱۶۸ ح ۳۹۱ و صحیح بخاری ۱/۱۰۲ ح ۷۳۷ و نور العینین ص ۸۳)

مالک بن حویرث اللیثی رضی اللہ عنہ اس وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ میں) غزوہ تبوک کی تیاری کر رہے تھے دیکھئے فتح الباری (ج ۲ ص ۱۱۰ ح ٦۲۸)

وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۳ ح ۴۰۱ و نور العینین ص ۸۹)

عینی حنفی لکھتے ہیں کہ: "**وائل بن حجر أسلم فی المدینة فی سنة تسع من الھجرة**" اور وائل بن حجر مدینہ میں نو (۹) ہجری کو مسلمان ہوئے تھے (عمدۃ القاری ج ۵ ص ۲۷۴)

۹ھ میں جو وفود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے، حافظ ابن کثیر الدمشقی نے ان میں وائل رضی اللہ عنہ کی آمد کا ذکر کیا ہے (البدایہ والنھایہ ج ۵ ص ۷۱ و نور العینین ص ۹۰)

اگلے سال (۱۰ھ) آپ دوبارہ آئے تھے، اس سال بھی آپ نے رفع یدین کا ہی مشاہدہ فرمایا تھا (سنن ابی داؤد بحوالہ نور العینین ص ۹۰)

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں رفع یدین نہیں چھوڑا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں بھی رکوع

سے پہلے اور بعد والا رفع یدین کرتے رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اخبار الفقہاء والی روایت موضوع ہے۔

دلیل نمبر ۸:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (صحیح ابن خزیمہ ۱/۳۴۴ ح ۶۹۴، ۶۹۵ وسندہ حسن، نور العینین ص ۱۰۴)

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری چار سالوں میں آپ کے ساتھ رہے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والا رفع یدین کرتے تھے (جزء رفع الیدین للبخاری بتحقیقی: ۲۲ ونور العینین ص ۱۴۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس روایتِ مذکورہ میں شاگرد اور امام ابوحنیفہ کے استاد عطاء بن ابی رباح بھی رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: ۶۲ وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں رکوع والا رفع یدین متروک یا منسوخ بالکل نہیں ہوا تھا لہذا ''اخبار الفقہاء'' والی روایت جھوٹی روایت ہے۔

دلیل نمبر ۹:

مشہور تابعی نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے وقت (چاروں مقامات پر) رفع یدین کرتے تھے۔

(صحیح بخاری ۱/۱۰۲ ح ۷۳۹ ونور العینین ص ۸۱)

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق رفع یدین منسوخ ہو جائے اور پھر بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ رفع یدین کرتے رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سب سے آگے تھے۔

دلیل نمبر ۱۰:

نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریاں سے مارتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: ۱۵ ونور العینین ص ۱۴۶ وسندہ صحیح)

علامہ نووی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

'' **باسناده الصحيح عن نافع**''، یعنی نافع تک اس کی سند صحیح ہے (المجموع شرح المہذب ج ۳ ص ۴۰۵)

یہ کس طرح ممکن ہے کہ رفع یدین بروایتِ ابن عمر منسوخ ہو جائے پھر اس کی ''منسوخیت'' کے بعد بھی سیدنا عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما اس نا معلوم ومجہول جاھل کو ماریں جو رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:
کسی ایک صحابی سے رفع یدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔ [دیکھئے جزء رفع الیدین ۴۰، ۷۶، والمجموع للنووی ۴۰۵/۳ ونور العینین ص ۱۵۱]

معلوم ہوا کہ رفع یدین نہ کرنے والا آدمی۔ صحابہ کرام میں سے نہیں تھا۔ بلکہ کوئی مجہول و نا معلوم شخص ہے۔

خلاصۃ التحقیق:

ان دلائل سابقہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ''اخبار الفقہاء والمحدثین'' والی روایت موضوع اور باطل ہے۔ لہذا غلام مصطفیٰ نوری بریلوی صاحب کا اسے ''حدیث صحیح'' کہنا جھوٹ اور مردود ہے۔ وما علینا الا البلاغ (۲۱ محرم ۱۴۲۶ھ)

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فضیلۃ الشیخ مکرمی و معظمی واجب الاحترام مدظلکم

حافظ زبیر علی زئی

طاہر القادری صاحب اور رفع یدین کا مسئلہ

الحمد لله رب العالمين و الصلوٰة و السلام على رسوله الأمين، أما بعد:

''پی ایچ ڈی'' والے ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے'' المنهاج السوى من الحديث النبوى '' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں بریلوی مسلک کو ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۲۳ پر انہوں نے ''تکبیر اولیٰ کے علاوہ نماز میں رفع یدین نہ کرنے کا بیان'' کا عنوان مقرر کر کے رفع یدین کے خلاف چودہ (۱۴) روایات مع حوالہ پیش کی ہیں۔ (ص۲۲۳ تا ۲۲۹) اس مضمون میں ان روایات پر تبصرہ و تحقیق پیش خدمت ہے۔

تنبیہ: عربی عبارات اور بہت سی تخریجات کو اختصار کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے، صرف روایت نمبر: ۱۲/ ۲۵۹ کو مع عربی عبارت نقل کیا گیا ہے۔

طاہر القادری صاحب کی پہلی دلیل (۱/ ۲۴۸): ''حضرت عمران بن حصین h نے فرمایا: انہوں نے حضرت علی h کے ساتھ بصرہ میں نماز پڑھی تو انہوں نے ہمیں وہ نماز یاد کروادی جو ہم رسول اللہ a کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ a جب بھی اٹھتے اور جھکتے تو تکبیر کہا کرتے تھے'' (صحیح بخاری: ۱/ ۲۷۱ ح ۷۵۱....)

تبصرہ: ہمارے نسخہ میں اس روایت کا نمبر ۷۸۴ ہے۔ اس حدیث میں رفع یدین کرنے یا نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صرف یہی مسئلہ مذکور ہے کہ رسول اللہ a (سجدوں میں) اٹھتے اور جھکتے وقت تکبیر کہا کرتے تھے۔ تمام اہلِ حدیث کا اس مسئلے پر عمل ہے والحمدللہ

اس روایت میں پہلے رفع یدین کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے۔ اصول میں یہ مسئلہ مقرر ہے کہ ایک روایت میں ذکر ہو اور دوسری میں ذکر نہ ہو تو عدم ذکر نفی ذِکر کی دلیل نہیں ہوتا۔

ابن الترکمانی (حنفی) لکھتے ہیں کہ: ''ومن لم يذكر الشيئ ليس بحجة على من ذكره '' اور جو شخص ذکر نہ کرے اس کی بات اس پر حجت نہیں ہے جو ذکر کرے (الجوہر النقی ج ۴ ص ۳۱۷)

احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں کہ: ''اور آگاہی رکھنے والے، آگاہی نہ رکھنے والوں کی بنسبت فیصلہ کن ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم'' (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۰۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

جس طرح اس روایت کو تکبیر اولیٰ والے رفع یدین کے خلاف پیش کرنا غلط ہے اسی طرح اسے رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کے خلاف پیش کرنا بھی غلط ہے، نیز دیکھئے تیسری دلیل (۳/ ۲۵۰) مع تبصرہ۔

دوسری دلیل (۲/ ۲۴۹): ''حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ h انہیں نماز پڑھایا کرتے تھے، وہ جب بھی جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تم میں سے میری نماز

رسول اللہ a سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔'' (صحیح بخاری: ۱/۱۰۲ ح ۷۸۵ وصحیح مسلم: ۱/۱۶۹ ح ۳۹۲...)
تبصرہ: یہ روایت صحیح بخاری والے ہمارے نسخہ میں نمبر ۷۸۵ پر ہے۔ صحیح مسلم کے دارالسلام والے نسخہ میں اس کا نمبر ۸۶۷ ہے۔
اس روایت میں بھی رفع یدین کے نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ (سجدوں میں) جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنے کا ذکر ہے لہذا اس روایت کو بھی رفع یدین کے خلاف پیش کرنا غلط ہے۔
فائدہ: عطاء (بن ابی رباح) فرماتے ہیں کہ: میں نے ابو ہریرہ h کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ (نماز کے لئے) تکبیر کہتے وقت، اور رکوع کرتے وقت (اور رکوع سے اُٹھتے وقت) رفع یدین کرتے تھے (جزء رفع الیدین للبخاری بتحقیقی: ۲۲ وسندہ صحیح)
تیسری دلیل (۲۵۰/۳): ''حضرت مطرف بن عبداللہ روایت کرتے ہیں: میں اور حضرت عمران بن حصین نے حضرت علی بن ابی طالب h کے پیچھے نماز پڑھی جب انہوں نے سجدہ کیا تو تکبیر کہی جب سر اُٹھایا تو تکبیر کہی اور جب دو رکعتوں سے اُٹھے تو تکبیر کہی۔ جب نماز مکمل ہوگئی تو حضرت عمران بن حصین h نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: انہوں نے مجھے محمد مصطفیٰ a کی نماز یاد کر دی ہے۔ (یا فرمایا:) انہوں نے مجھے محمد مصطفیٰ a کی نماز جیسی نماز پڑھائی ہے۔''
(صحیح بخاری: ۱/۱۰۲ ح ۷۸۶ وصحیح مسلم: ۱/۱۶۹ ح ۳۹۳...)
تبصرہ: یہ روایت ہمارے نسخہ میں (صحیح بخاری: ۷۸۶ وصحیح مسلم، ترقیم دارالسلام: ۸۷۳) موجود ہے، اس روایت میں بھی رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ سجدوں اور دو رکعتوں سے قیام پر تکبیرات کا مسئلہ ہے لہذا اس روایت کو بھی رفع یدین کے خلاف پیش کرنا مردود ہے ورنہ پھر اس طرزِ استدلال کی وجہ سے تکبیر تحریمہ والا رفع یدین بھی متروک یا منسوخ ہو جائے گا!
فائدہ: سیدنا علی بن ابی طالب h سے روایت ہے کہ نبی a نماز (پڑھنے) کے لئے کھڑے ہوتے وقت، رکوع کو جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری: ۱ وسندہ حسن، واللفظ لہ، سنن الترمذی: ۳۴۲۳ وقال: ''حسن صحیح''، صحیح ابن خزیمہ: ۵۸۴، وصحیح ابن حبان بحوالہ عمدۃ القاری للعینی ۵/۲۷۷)

اس حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی حدیث حسن ہوتی ہے، دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۱۶۸/۸، ۱۷۰)
محدثین کرام کے نزدیک سیدنا علی h سے ترک رفع یدین ثابت نہیں ہے، دیکھئے جزء رفع الیدین للبخاری (۱۱ بتحقیقی) والسنن الکبریٰ للبیہقی (۸۰/۲، ۸۱) مسائل احمد (۳۴۳/۱)
چوتھی دلیل (۲۵۱/۴): ''حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابو ہریرہ h کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ a جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے پھر **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ** کہتے جب کہ رکوع سے اپنی پشت مبارک کو سیدھا کرتے پھر سیدھے کھڑے ہو کر **رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ**

کہتے ۔پھر جھکتے وقت تکبیر کہتے ۔پھر سر اُٹھاتے وقت تکبیر کہتے ۔پھر سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے پھر سجدے سے سر اُٹھاتے وقت تکبیر کہتے ۔پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے یہاں تک کہ پوری ہوجاتی اور جب دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے ۔''(صحیح بخاری:۱/۲/۱۷۲ح ۵۶۷ وصحیح مسلم :۱/۲۹۳ ح ۳۹۲)

تبصرہ: یہ روایت ہمارے نسخہ میں، صحیح بخاری (۷۸۹) وصحیح مسلم (دارالسلام: ۸۶۸) میں موجود ہے۔اس روایت میں بھی ترک رفع یدین کا کوئی مسئلہ مذکور نہیں ہے بلکہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ کے ساتھ ساتھ تکبیروں کا بیان ہے لہذا اس حدیث کو بھی رفع یدین کے خلاف پیش کرنا غلط ہے۔محدثین کرام میں سے کسی قابلِ اعتماد محدث نے ایسی روایات کو رفع یدین کے خلاف پیش نہیں کیا۔حدیث نمبر۲ کے تبصرہ میں راقم الحروف نے ثابت کر دیا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ h رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرتے تھے۔لہذا راوی کے عمل کے بعد اس روایت سے ترکِ رفع یدین کا مسئلہ کشید کرنا راویٔ حدیث کی صریح مخالفت کے مترادف ہے۔

پانچویں دلیل (۲۵۲/۵): ''ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ h ہر نماز میں تکبیر کہتے خواہ وہ فرض ہوتی یا دوسری، ماہِ رمضان میں ہوتی یا اس کے علاوہ جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے ۔پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے ۔پھر سجدے کرنے سے پہلے رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ کہتے ۔پھر جب سجدے کے لئے جھکتے تو اللّٰهُ اَكْبَر کہتے ۔پھر جب سجدے سے سر اُٹھاتے تو تکبیر کہتے ، پھر جب (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے ، پھر جب سجدے سے سر اُٹھاتے تو تکبیر کہتے ، پھر جب دوسری رکعت کے قعدہ سے اُٹھتے تو تکبیر کہتے ،اور ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوجاتے ۔پھر فارغ ہونے پر فرماتے :قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم سب میں سے میری نماز رسول اللہ a کی نماز کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔حضور اکرم a نے تادم وصال اسی طریقہ پر نماز ادا کی ۔''(صحیح بخاری:۱/۱۶/۲۷ ح ۷۷۰....)

تبصرہ: یہ روایت ہمارے نسخۂ صحیح بخاری میں نمبر۸۰۳ پر موجود ہے۔

اس حدیث میں بھی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور تکبیرات کا ذکر ہے لیکن رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔لہذا ایسی حدیث کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنا غلط ہے۔

حدیث نمبر۲ کے تبصرہ میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ h رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی a کی آخری نماز وہی ہے جو سیدنا ابو ہریرہ h پڑھتے تھے۔اس طریقۂ استدلال سے خود بخود ثابت ہوگیا کہ آپ a کی آخری نماز رفع یدین والی تھی ،آپ سے ترکِ رفع یدین با سند صحیح یا حسن قطعاً ثابت نہیں ہے۔

چھٹی دلیل (۲۵۳/۶): ''حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرث h نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ a کی نماز نہ بتاؤں؟ اور یہ نماز کے معینہ اوقات کے علاوہ کی بات ہے۔سوانہوں نے قیام کیا، پھر رکوع کیا تو تکبیر کہی پھر سر اُٹھایا تو تھوڑی دیر کھڑے رہے۔پھر سجدہ کیا، پھر تھوڑی دیر سر اُٹھائے رکھا پھر

سجدہ کیا۔ پھر تھوڑی دیر سر اُٹھائے رکھا۔ انہوں نے ہمارے ان بزرگ حضرت عمرو بن سلمہ کی طرح نماز پڑھی۔ ایوب کا بیان ہے وہ ایک ایسا کام کرتے جو میں نے کسی کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ دوسری اور چوتھی رکعت میں بیٹھا کرتے تھے۔ فرمایا: ہم حضور نبی اکرم a کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ a کے پاس ٹھہرے رہے۔ آپ a نے فرمایا: جب تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس جاؤ تو فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھنا۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور جو بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔'' (صحیح بخاری: ۲۸۲/۱ ح ۷۸۵)

تبصرہ: یہ روایت ہمارے نسخۂ صحیح بخاری میں نمبر ۸۱۸، ۸۱۹ پر موجود ہے۔

اس حدیث میں بھی رفع یدین نہ کرنے کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ جبکہ طاہر القادری صاحب کے استدلال کے سراسر برعکس ابو قلابہ (تابعی) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (سیدنا) مالک بن الحویرث h کو شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ رسول اللہ a بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(صحیح البخاری: ۷۳۷ و صحیح مسلم: ۳۹۱ و ترقیم دار السلام: ۸۶۴ واللفظ لہ)

آپ نے دیکھ لیا کہ اس متفق علیہ حدیث سے دو مسئلے ثابت ہیں۔

۱۔ رسول اللہ a رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

۲۔ رسول اللہ a کی وفات کے بعد ابو قلابہ تابعی کے سامنے سیدنا مالک بن الحویرث h رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والا رفع یدین کرتے تھے۔

لہذا جو لوگ ترکِ رفع یدین یا منسوخیتِ رفع یدین کے دعویدار ہیں، اُن کا دعویٰ باطل ہے۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ طاہر القادری صاحب نے نمبر بڑھانے کے لئے چھ غیر متعلقہ، عدمِ ذکر والی روایات پیش کی ہیں جن کا ترکِ رفع یدین کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اب ان کی پیش کردہ دوسری روایات پر تبصرہ پیشِ خدمت ہے۔

ساتویں دلیل (۲۵۴/۷): ''حضرت علقمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود h نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اکرم a کی نماز نہ پڑھاؤں؟ راوی کہتے ہیں: پھر انہوں نے نماز پڑھائی اور ایک مرتبہ کے سوا اپنے ہاتھ نہ اُٹھائے۔'' امام نسائی کی بیان کردہ روایت میں ہے: ''پھر انہوں نے ہاتھ نہ اُٹھائے۔'' (ابوداود: ۲۸۶/۱ ح ۷۴۸، ترمذی: ۲۹۷/۱ ح ۲۵۷، نسائی: ۱۳۱/۲ ح ۱۰۲۶، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۲۱/۱، ۳۵۱ ح ۶۴۵، ۱۰۹۹، مسند احمد: ۳۸۸/۱، ۴۴۱، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۱۳/۱ ح ۲۴۴۱)

تبصرہ: ان تمام کتابوں میں یہ روایت ''**سفيان الثوري عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الأسود عن علقمة**'' کی سند سے مروی ہے۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ مشہور مدلس ہیں۔

ابن الترکمانی (حنفی) نے کہا: ''**الثوري مدلس**'' یعنی ثوری مدلس ہیں۔ (الجوہر النقی ج ۸ ص ۲۶۲)

عینی حنفی نے کہا: سفیان مدلسین میں سے ہیں اور مدلس کی عن والی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی الا یہ کہ اس کے سماع

کی تصریح دوسری سند سے ثابت ہو جائے (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۱۲ تحت ح ۲۱۴) یہی بات قسطلانی نے بھی لکھی ہے (ارشاد الساری ج ۱ ص ۲۸۶)

محمد عباس رضوی بریلوی لکھتے ہیں کہ: ''یعنی سفیان مدلس ہے اور یہ روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے ساتھ کی ہے اور اصولِ محدثین کے تحت مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے جیسا کہ آگے انشاء اللہ بیان ہوگا۔''

(مناظرے ہی مناظرے ص ۲۴۹ مطبوعہ: مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور)

احمد رضا خان بریلوی صاحب فرماتے ہیں کہ: ''اور عنعنہ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمد میں مردود و نامستند ہے'' (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۴۵ طبعہ محققہ)

احمد رضا خان صاحب مزید فرماتے ہیں کہ: ''اور عنعنہ مدلس اصول محدثین پر نامقبول ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۶۶)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی پیش کردہ یہ روایت غیر مقبول، نامقبول اور مردود ہے۔

آٹھویں دلیل (۸/۲۵۵): ''حسن بن علی، معاویہ، خالد بن عمرو اور ابو حذیفہ j روایت کرتے ہیں کہ سفیان نے اپنی سند کے ساتھ ہم سے حدیث بیان کی (کہ حضرت عبداللہ بن مسعود h نے) پہلی دفعہ ہی ہاتھ اُٹھائے، اور بعض نے کہا: ایک ہی مرتبہ ہاتھ اُٹھائے۔'' (ابوداود: ۱/۲۸۶ ح ۷۴۹)

تبصرہ: یہ روایت بھی سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، دیکھئے حدیث نمبر ۷/۲۵۴ کا تبصرہ۔ یاد رہے کہ ابو حذیفہ وغیرہ صحابی نہیں بلکہ راویانِ حدیث تھے۔

نویں دلیل (۹/۲۵۶): ''حضرت براء بن عازب h روایت کرتے ہیں: حضور نبی اکرم a جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے، اور پھر ایسا نہ کرتے۔''

(ابو داود: ۱/۲۸۷ ح ۷۵۰ ومصنف عبدالرزاق: ۲/۷۰ ح ۲۵۳۰ ومصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۲۱۳ ح ۲۴۴۰ وسنن الدارقطنی: ۱/۲۹۳ وشرح معانی الآثار للطحاوی: ۱/۲۵۳ ح ۱۱۳۱)

تبصرہ: اس روایت کا بنیادی راوی یزید بن ابی زیاد الکوفی ہے۔ اس کے بارے میں محدث دارقطنی نے فرمایا: ''ضعیف یخطئ کثیراً'' وہ ضعیف تھا اور بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا (سوالات البرقانی للدارقطنی: ۵۶۱) بیہقی نے فرمایا: ''غیر قوي'' وہ قوی نہیں تھا (السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶)

حافظ ابن حجر نے فرمایا: ''والجمهور علیٰ تضعیف حدیثه'' اور جمہور اس کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں (ہدي الساری ص ۴۵۹) بوصیری نے کہا: ''وضعفه الجمهور'' اور جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے (زوائد سنن ابن ماجہ: ۲۱۱۶)

اسماء الرجال کے مشہور امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ''یہ روایت صحیح السند نہیں ہے'' (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری ج ۳ ص ۲۶۴ رقم: ۱۲۳۹)

ڈاکٹر صاحب کو اس قسم کی کمزور اور کچی روایت پیش نہیں کرنی چاہئے تھی۔

دسویں دلیل (۱۰/۲۵۷): ''حضرت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود h صرف تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھاتے تھے، پھر نماز میں کسی اور جگہ ہاتھ نہ اُٹھاتے اور یہ عمل حضور نبی اکرم a سے نقل کیا کرتے۔''
(أخرجہ الخوارزمی فی جامع المسانید ۱/۳۵۵)

تبصرہ: طاہر القادری صاحب کی تخریج سے معلوم ہوا کہ اس روایت کو'' رواہ أبو حنیفة ''امام ابوحنیفہ نے روایت کیا ہے، کہنا غلط ہے۔ اسے خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے'' أبو محمد البخاري عن رجاء بن عبدالله النهشلي عن شقيق بن إبراهيم عن أبي حنيفة ...'' کی سند سے روایت کیا ہے (جامع المسانید ج ۱ ص ۳۵۵)
ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب البخاری الحارثی کے بارے میں ابواحمد الحافظ (حاکم کبیر) نے فرمایا:'' كان عبدالله بن محمد بن يعقوب الأستاد ينسج الحديث ''استاد عبداللہ بن محمد بن یعقوب حدیثیں بناتا تھا۔
(کتاب القرأت للبیہقی ص ۱۷۸ رقم: ۳۸۸ دوسرا نسخہ ص ۱۵۴، ۱۵۵ وسندہ صحیح)
اس شخص کی توثیق کسی نے نہیں کی۔ اس پر شدید جرحوں کے لئے دیکھئے میزان الاعتدال (ج ۲ ص ۴۹۶) ولسان المیزان (۳/۳۴۸، ۳۴۹) والکشف الحثیث عمن رمي بوضع الحدیث (ص ۲۴۸)
حافظ ذہبی نے اسے دیوان الضعفاء والمتروکین میں ذکر کیا ہے (۱/۶۷۶ رقم: ۲۲۹۷)
رجاء بن عبداللہ النہشلی کے حالات اور شخصیت نامعلوم ہے۔
ثابت ہوا کہ یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت ہی نہیں ہے لہٰذا اسے ''رواہ أبو حنیفة'' کہنا بہت بڑی غلطی ہے۔

گیارہویں دلیل (۱۱/۲۵۸): ''حضرت عبداللہ بن مسعود h روایت کرتے ہیں: میں نے حضور نبی اکرم a اور ابوبکر وعمر i کے ساتھ نماز پڑھی، یہ سب حضرات صرف نماز کے شروع میں ہی اپنے ہاتھ بلند کرتے تھے۔''
(سنن الدارقطنی ۱/۲۹۵، مسند ابی یعلیٰ ۸/۴۵۳ ح ۵۰۳۹، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۷۹، مجمع الزوائد ۲/۱۰۱)

تبصرہ: اس روایت کا بنیادی راوی محمد بن جابر جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ زیلعی حنفی فرماتے ہیں کہ: ''و محمد بن جابر : ضعیف'' اور محمد بن جابر ضعیف ہے (نصب الرایہ ج ۱ ص ۶۱)
جو راوی خود حنفیوں کے نزدیک بھی ضعیف ہے اس کی روایت ڈاکٹر صاحب کیوں پیش کر رہے ہیں؟
یہ روایت امام دارقطنی رحمہ اللہ سنن الدارقطنی میں روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:'' تفرد به محمد بن جابر و كان ضعيفاً ''اس کے ساتھ محمد بن جابر منفرد (اکیلا) ہے اور وہ ضعیف تھا (ج ۱ ص ۲۹۵ ح ۱۱۲۰)
مسند ابی یعلیٰ کے محقق حسین سلیم اسد نے لکھا:'' إسناده ضعيف ''اس کی سند ضعیف ہے (۸/۴۵۳) یاد رہے کہ اسی نسخے کا حوالہ ڈاکٹر صاحب نے دے رکھا ہے۔
امام بیہقی نے یہ روایت ذکر کر کے امام دارقطنی سے نقل کیا کہ محمد بن جابر ضعیف تھا (السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۷۹، ۸۰)
امام بیہقی بذاتِ خود دوسری جگہ محمد بن جابر الیمامی کو ضعیف لکھتے ہیں (السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۴، ۱۳۵)

حافظ ہیثمی نے یہ حدیث مجمع الزوائد میں ذکر کر کے فرمایا: ''رواه أبو يعلىٰ وفيه محمد بن جابر الحنفي اليمامي وقد اختلط عليه حديثه و كان يلقن فيتلقن ''اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا اور اس میں محمد بن جابر حنفی (قبیلہ بنوحنیفہ کا ایک فرد) یمامی ہے۔اس کی حدیث اُس پر گڈ مڈ ہوگئی تھی اور وہ تلقین قبول کر لیتا تھا[یعنی پنجابی زبان کا ''لائی لگ'' تھا] (ج ۲ص ۱۰۱)

پنجابی کا لفظ''لائی لگ'' میں نے برادر محترم مولانا محمد حسین ظاہری اوکاڑوی حفظہ اللہ سے سیکھا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ مقلّد کا صحیح ترجمہ ہے۔

حافظ ہیثمی دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:'' وفيه محمد بن جابر السحيمي وهو ضعيف ''اور اس میں محمد بن جابر السحیمی (الیمامی) ضعیف ہے (مجمع الزوائد ج ۶ص ۲۸۸ باب ما جاء فی القود والقصاص ومن لاقود علیہ)

آپ نے دیکھ لیا کہ اس روایت کے راوی کو ذکر کرنے والے محدثین بھی ضعیف ہی کہتے ہیں لیکن پھر بھی ڈاکٹر صاحب ایسی کمزور روایت اپنے استدلال میں پیش کر رہے ہیں۔

اس روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:''هذا حديث منكر ''یہ حدیث منکر ہے۔

(المسائل، روایۃ عبداللہ بن احمد ۱/۲۴۲ ت ۳۲۷)

بارھویں دلیل (۱۲/۲۵۹): ''عن سالم عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلوٰة رفع يديه حتى يحاذى بهما ، وقال بعضهم : حذومنكبيه ، وإذاأراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع، لا يرفعهما وقال بعضهم : ولا يرفع بين السجدتين، رواه أبو عوانة.

حضرت عبداللہ بن عمر h بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ a کو دیکھا کہ آپ a نے نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھایا، اور جب آپ a رکوع کرنا چاہتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے تو ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے،اور بعض نے کہا دونوں سجدوں کے درمیان (ہاتھ) اُٹھاتے تھے۔''(ابوعوانہ ۱/۴۲۳ ح ۱۵۷۲)

تبصرہ: یہ روایت مسند ابی عوانہ کے دو قلمی نسخوں میں درج ذیل الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔''عن سالم عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ إذافتتح الصلوٰة رفع يديه حتى يحاذى بهما وقال بعضهم حذومنكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدتين والمعنى واحد''

ان میں ایک قلمی نسخہ ہمارے استادِ محترم پیر جھنڈا شیخ الاسلام ابوالقاسم محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کے کتب خانہ سعیدیہ میں موجود ہے اور دوسرا نسخہ (عکس) مدینہ یونیورسٹی میں موجود ہے، دیکھئے میری کتاب ''نور العینین فی اثبات رفع الیدین'' (طبع سوم ص ۲۶۳، ۶۹) اور انوار خورشید دیوبندی کی کتاب ''حدیث اور اہلِ حدیث'' (طبع خامس عشر، جون ۲۰۰۳ھ ص ۹۱۲)

طاہر القادری صاحب نے اس حدیث کا ترجمہ غلط کیا ہے جبکہ صحیح ترجمہ درج ذیل ہے:

''سالم اپنے ابا (عبداللہ بن عمر h) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ a جب نماز شروع کرتے رفع یدین کرتے حتی کہ دونوں (ہاتھ) برابر ہوجاتے اور بعض نے کہا: آپ کے کندھوں کے برابر ہوجاتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد (رفع یدین کرتے تھے) اور دونوں (ہاتھ) نہیں اُٹھاتے تھے اور بعض نے کہا: اور سجدوں کے درمیان نہیں اُٹھاتے تھے اور معنی ایک ہے۔''

معلوم ہوا کہ '' **لا یرفعهما** '' کا تعلق '' **بین السجدتین** '' سے ہے '' **من الرکوع** '' سے نہیں ہے۔ '' **والمعنی واحد** '' کے الفاظ بھی صاف صاف اسی کی تائید کررہے ہیں۔ مگر صد افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے دیوبندیوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس روایت کو رفع یدین کے خلاف پیش کردیا ہے حالانکہ یہ حدیث رفع یدین کے اثبات کے ساتھ '' **سالم عن أبیه** '' کی سند سے صحیح بخاری (۷۳۶) وصحیح مسلم (ح ۳۹۰ ترقیم دارالسلام: ۸۶۱) میں موجود ہے۔

محدث ابوعوانہ الاسفرائنی والی روایت میں ان کے تین استادوں کے نام مذکور ہیں۔

عبداللہ بن ایوب المخرمی، سعدان بن نصر اور شعیب بن عمرو (دیکھئے ج ۲ ص ۹۰)

سعدان بن نصر کی روایت السنن الکبریٰ للبیہقی میں '' **ولا یرفع بین السجدتین** '' اور آپ سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے (۶۹/۲) کے الفاظ سے موجود ہے۔ جبکہ '' **سالم عن أبیه** '' والی یہی روایت صحیح مسلم میں '' **ولا یرفعهما بین السجدتین** '' اور آپ دونوں ہاتھ سجدوں کے درمیان نہیں اُٹھاتے تھے (ح ۳۹۰ وترقیم دارالسلام: ۸۶۱) کے الفاظ سے موجود ہے۔ ابوعوانہ رحمہ اللہ نے راویوں کے درمیان الفاظ کے اس اختلاف '' **ولا یرفعهما** '' اور '' **ولا یرفع** '' کو جمع کرکے '' **والمعنیٰ واحد** '' کہہ کر یہ ثابت کردیا ہے کہ رفع یدین نہ کرنے کا تعلق سجدوں کے درمیان سے ہے، رکوع کے بعد سے نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ '' **ولا یرفعهما** '' کو رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین سے ملا دینا غلط ہے۔ تفصیلی بحث کے لئے میری کتاب ''نور العینین'' دیکھیں (ص ۶۸ تا ۷۱)

تیرھویں دلیل (۱۳/۲۶۰): ''حضرت اسود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب h کو نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔ آپ h تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ اُٹھاتے، پھر (بقیہ نماز میں ہاتھ) نہیں اُٹھاتے تھے۔'' (شرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۹۴/۱ ح ۱۳۲۹)

تبصرہ: ڈاکٹر صاحب کے پاس مرفوع حدیثیں ختم ہوگئیں۔ اب انہوں نے آثار پیش کرنے شروع کردیئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے اس پیش کردہ اثر کے ایک راوی ابراہیم بن یزید النخعی رحمہ اللہ ہیں جو کہ مدلس تھے۔

(دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۱۰۸، أسماء من عرف بالتدلیس للسیوطی: ۱، کتاب المدلسین لابی زرعۃ ابن العراقی: ۲، التبیین لأسماء المدلسین لسبط ابن العجمی: ۲)

یہ روایت عن سے ہے لہذا ضعیف ہے۔ دیکھئے ساتویں دلیل (۲۵۴/۷) پر تبصرہ۔

اس کے برعکس سیدنا عمر h سے شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والا رفع یدین ثابت ہے۔ دیکھئے شرح

سنن الترمذی لابن سید الناس (قلمی ج ۲ ص ۲۱۷) ونور العینین (ص ۱۸۸) اس کی سند حسن ہے۔

سیدنا عمر h کے صاحبزادے سیدنا عبداللہ بن عمر i سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین ثابت ہے (دیکھئے صحیح بخاری: ۷۳۹) بلکہ آپ جس شخص کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریوں سے مارتے تھے (جزء رفع الیدین للبخاری بتحقیقی: ۱۵ وسندہ صحیح)

لہذا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ان کے والد سیدنا عمر h رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

ان کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام سے بھی رفع یدین ثابت ہے:

۱۔ مالک بن الحویرث h (صحیح بخاری: ۷۳۷ وصحیح مسلم: ۸۶۴/۳۹۱)

۲۔ ابوموسیٰ الاشعری h (مسائل الامام احمد، روایۃ صالح بن احمد بن حنبل، قلمی ص ۷۴ اوسندہ صحیح)

۳۔ عبداللہ بن الزبیر h (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۷۳ وسندہ صحیح)

۴۔ ابوبکر صدیق h (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۷۳ وسندہ صحیح)

۵۔ ابوہریرہ h (جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۲ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے ۲/۳۴۹ کا تبصرہ)

۶۔ عبداللہ بن عباس h (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۵)

۷۔ انس بن مالک h (جزء رفع الیدین للبخاری: ۲۰ وسندہ صحیح)

۸۔ جابر بن عبداللہ الانصاری h (مسند السراج ص ۶۲، ۶۳ ح ۹۲ وسندہ حسن)

مشہور تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) شروع نماز، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے تھے (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۷۵ وسندہ صحیح)

منکرینِ رفع یدین، آثار کے معاملے میں بھی بالکل تہی دامن ہیں۔

چودھویں اور آخری دلیل (۲۶۱/۱۴): ''عاصم بن کلیب اپنے والد کلیب سے روایت کرتے ہیں: حضرت علی h صرف تکبیرِ تحریمہ میں ہی ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے پھر دورانِ نماز نہیں اُٹھاتے تھے۔'' (ابن ابی شیبہ ۱/۲۱۳ ح ۲۴۴۴)

تبصرہ: یہ بھی مرفوع حدیث نہیں بلکہ ایک غیر ثابت شدہ اثر ہے اور ڈاکٹر صاحب کی اس کتاب میں آخری دلیل ہے۔
(دیکھئے المنہاج السوی من الحدیث النبوی ص ۲۲۹)

اس اثر کو کسی قابلِ اعتماد محدث نے صحیح نہیں کہا جب کہ امام احمد نے اس پر جرح کی ہے (دیکھئے المسائل، روایۃ عبداللہ بن احمد ۱/۲۴۳ ت ۳۲۹)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''**فلم يثبت عند أحد منهم علم في ترك رفع الأيدي عن النبي ﷺ ولا عن أحد من أصحاب النبي ﷺ أنه لم يرفع يديه**'' ان (علماء) میں سے کسی ایک کے پاس بھی ترکِ رفع یدین کا علم نہ تو نبی a سے (ثابت) ہے اور نہ نبی a کے کسی صحابی سے کہ اس نے رفع یدین نہیں کیا۔
(جزء رفع الیدین: ۴۰)

معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں ہے۔ ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ:
'' فأثر علی رضی الله عنه ضعیف لا یصح عنه وممن ضعفه البخاري ''پس علی h (سے منسوب) والا اثر ضعیف ہے۔ آپ سے صحیح ثابت نہیں ہے، اسے ضعیف کہنے والوں میں امام بخاری بھی ہیں (البدر المنیر ج ۳ ص ۴۹۹)
اس کے برعکس سیدنا علی h سے ثابت ہے کہ نبی a رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرتے تھے۔ دیکھئے تیسری دلیل (۲۵۰/۳) کا تبصرہ، اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ (علل الخلال بحوالہ البدر المنیر ۴۶۶/۳)

آپ نے دیکھ لیا کہ رفع یدین کے خلاف طاہر القادری صاحب نے تین قسم کی روایات پیش کی ہیں:

۱۔ غیر متعلق روایات ۲۔ ضعیف روایات ۳۔ ضعیف آثار

جبکہ صحیح احادیث و آثار سے رفع یدین (قبل الرکوع و بعدہ) کا کرنا ہی ثابت ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شاہ ولی اللہ الدہلوی فرماتے ہیں کہ: '' والذی یرفع أحب إلي ممن لا یرفع ''إلخ اور جو شخص رفع یدین کرتا ہے وہ مجھے اس شخص سے زیادہ محبوب ہے جو رفع یدین نہیں کرتا (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۰، اذکار الصلوٰۃ وہیآتھا المندوب إلیھا)

یہ قول بطورِ الزام پیش کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اگر وہ مزید تحقیق کرنا چاہتے ہیں تو جزء رفع الیدین للبخاری، نور العینین فی اثبات رفع الیدین اور البدر المنیر لابن الملقن کی طرف رجوع کریں۔

وما علینا إلا البلاغ (۸ محرم ۱۴۲۷ھ)

اعلان

حافظ زبیر علی زئی

میری زمانۂ طالب علمی کی لکھی ہوئی کتاب '' نور العینین فی اثبات رفع الیدین ''میں غلطی سے درج ذیل عبارت چھپ گئی ہے۔
'' امام حاکم امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھیوں کے بارے میں فرماتے ہیں:
یظھرون شعار أھل الحدیث من افراد الإقامة ورفع الأیدي فی الصلوات وغیر ذلک . یعنی امام بخاری کے ساتھی اہلِ حدیث کے شعار: اکہری اقامت اور رفع الیدین وغیرہ کا علی الاعلان اظہار فرماتے تھے۔''
(طبع قدیم ص ۳۴ وطبع جدید ص ۴۹)

صحیح عبارت یہ ہے کہ:'' امام حاکم خلف بن محمد سے اور وہ سہل بن شاذویہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھیوں کے بارے میں فرماتے ہیں....'' إلخ

راقم الحروف اس سہو اور غلطی پر معذرت خواہ ہے۔

تنبیہ بلیغ: خلف بن محمد الخیام سخت ضعیف راوی ہے۔ (میزان الاعتدال ۶۶۲/۱)
اور سہل بن شاذویہ صاحب غرائب ہے۔ (القند فی ذکر علماء سمرقند ص ۹۹)
لہذا یہ روایت مردود و باطل ہے۔'' نور العینین '' کا نسخہ جس شخص کے پاس ہو وہ یہ روایت کاٹ دے۔
''نور العینین''، مکمل مراجعت کے بعد ہی دوبارہ شائع کی جائے گی۔ إن شاء اللہ وما علینا إلا البلاغ (۱۵ محرم ۱۴۲۷ھ)

ابوالاسجد محمد صدیق رضا

ترکِ رفع یدین اور "تفسیر" ابنِ عباس

[ایک دیوبندی شخص نے محترم ابوالاسجد محمد صدیق رضا حفظہ اللہ کو رفع یدین کے سلسلے میں ایک خط لکھا تھا جس کا انہوں نے مسکت جواب دیا۔ ویسے تو جس شخص نے یہ خط لکھا تھا، اس کی علمی حیثیت کچھ نہیں البتہ یہ دلائل آلِ تقلید کے اکابر بھی "رفع الیدین عندالرکوع والرفع منہ" کے خلاف پیش کرتے رہتے ہیں۔ تقریباً ہر مقام پر ہر دلیل کے جواب سے پہلے جناب محمد صدیق رضا صاحب نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ افادۂ عام کے لئے ہم اس جواب کو معمولی تبدیلی کے ساتھ فاضل مجیب کی رضامندی سے "الحدیث" میں شائع کررہے ہیں۔/ حافظ ندیم ظہیر]

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين، أمابعد:

(جناب............) صاحب! آپ کی طرف سے "رفع یدین" کے مسئلے پر ایک عدد چھوٹی پرچی اور ایک چار ورقی تحریر، بھائی انور قاسم صاحب وعبدالخالق نے عنایت فرمائی اور اس کے جواب کا مطالبہ کیا کہ اس کا جواب لکھو۔

اس موضوع پر اب تک اتنا کچھ لکھا جاچکا ہے کہ اس پر مزید لکھنے کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں ہوتی، لیکن ابھی اس بات کو بمشکل چند دن ہی گزرے کہ خود جناب کی طرف سے انتہائی شدت کے ساتھ جواب کا مطالبہ شروع ہوگیا، اور آپ کے انداز سے تو یوں لگتا تھا کہ گویا آپ نے اپنی اس چار ورقی تحریر + چھوٹی پرچی میں بہت بڑا امیدان مارلیا ہے جو جناب سے پہلے کسی کے لئے ممکن نہ ہوا تھا، پھر آپ کا یہ جارحانہ انداز کہ "جواب سے سکوت کرکے گونگا شیطان بننے کی اجازت نہیں" (آپ کی تحریر ص۴)

پس بادلِ نخواستہ کچھ معروضات عرض کرنے پر آمادہ ہوا، اس سلسلے میں پہلے آپ کی چار ورقی تحریر سے متعلق کچھ معروضات عرض کرنا چاہوں گا پھر ان شاء اللہ آپ کی چھوٹی سی پرچی کے ساتھ بھی پورا پورا انصاف کیا جائے گا، تو آیئے آپ کی قدرے تفصیلی تحریر پر غور وفکر کرتے ہیں۔ آپ کی پہلی دلیل ایک تفسیری روایت ہے، جو آپ نے کچھ اس طرح نقل فرمائی ہے۔

"قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ: ﴿اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾" (المؤمنون:۲)

(چند سطور بعد) ......اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیت کا معنیٰ امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس h نے یہ کیا ہے: ۔**مخبتون متوا ضعون لا يلتفتون يميناً ولا شمالاً ولا يرفعون أيديهم في صلاتهم** (تفسیر ابن عباس h ص۳۵۹) خشوع کے لئے ضروری ہے کہ رفع یدین بھی نماز میں نہ کرے۔" (آپ کی تحریر ص۱)

.....صاحب! کم از کم عبارت کا ترجمہ تو لکھ دیتے، غالباً جناب نے یہ دلیل (دیوبندیوں کی کتاب) آٹھ مسائل (ص۱۹) سے نقل کی ہے وہاں صرف اتنا ہی لکھا ہوا ہے جتنا جناب نے نقل کیا، ترجمہ تو وہاں بھی نہیں۔

امین اوکاڑوی دیوبندی نے بھی مجموعہ رسائل (جدید ایڈیشن ج ا ص ۱۵۰ مطبوعہ لاہور) میں یہ قول اس طرح نقل کیا:
" قال ابن عباس :الذین لا یرفعون اید یھم فی صلاتھم " لیکن آپ کے نقل کردہ الفاظ اس سے کچھ مختلف ہیں البتہ حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی صاحب اپنی کتاب "نور الصباح" (ص ۲۷ طبع دوم) میں بالکل انہی الفاظ میں یہ روایت لائے ہیں۔ اُنہی کا ترجمہ نقل کئے دیتا ہوں، لکھا ہے "عاجزی وانکساری کرنے والے جو دائیں اور بائیں نہیں دیکھتے اور نہ وہ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں" (نور الصباح ص ۲۷) مسئلہ زیر بحث میں یہ عبارت اہم ہے سو اسی لئے آپ کی (اپنی تسلیم کردہ) معتبر شخصیت کا ترجمہ ضروری تھا۔
آمدم برسر مطلب !.....صاحب زحمت فرما کر یہ تفسیر اصل ماخذ سے ملاحظہ کیجئے تو اس کے شروع میں اس تفسیر کی سند نظر آئے گی جو کچھ اس طرح ہے کہ اس کی سند میں تین راوی پائے جاتے ہیں....محمد بن مروان السدی عن محمد بن السائب الکلبی عن أبی صالح عن ابن عباس h۔طویل سند میں یہ تینوں نام ایک ہی سلسلہ میں نظر آئیں گے۔
(تنویر المقباس تفسیر ابن عباس ص ۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)
یہ وہ سلسلہ ہے جسے اہل علم "سلسلة الکذب" (یعنی جھوٹ کا سلسلہ) کے نام سے جانتے ہیں، اس کا پہلا راوی۔
ا: **محمد بن مروان السدی الکوفی** ہے، السدی الصغیر یا السدی الاصغر کے لقب سے معروف ہے۔ حافظ ذہبی اس کے احوال میں لکھتے ہیں: "ترکوہ واتھمہ بعضھم بالکذب، وھو صاحب الکلبي" اسے (محدثین نے) ترک کر دیا تھا اور بعض نے اسے جھوٹ کے ساتھ متّہم کیا، یہ الکلبی کا شاگرد تھا۔ (میزان الاعتدال ۳۲/۴)
ا۔ دیوبندی حلقہ کے نزدیک موجودہ دور کے "امام اہلسنت" سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں:
"اور محمد بن مروان السدی الصغیر کا حال بھی سن لیجئے:
امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس کی روایت ہرگز نہیں لکھی جا سکتی (ضعفاء صغیر امام بخاری ص ۲۹)
اور امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ (ضعفاء امام نسائی ص ۵۲) علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ حضرات محدثین کرام نے اس کو ترک کر دیا ہے اور بعض نے اس پر جھوٹ بولنے کا الزام بھی لگایا ہے۔ امام ابن معین کہتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ جھوٹ اس کی روایت پر بالکل بین ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۳۲) امام بیہقی فرماتے ہیں کہ وہ متروک ہے (کتاب الاسماء والصفات ص ۳۹۴) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ وہ بالکل متروک ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۵) علامہ سبکی لکھتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے (شفاء السقام ص ۳۷) علامہ محمد طاہر لکھتے ہیں کہ وہ کذاب ہے (تذکرہ الموضوعات ص ۹۰)
جریر بن عبد الحمید فرماتے ہیں کہ وہ کذاب ہے، ابن نمیر کہتے ہیں کہ وہ محض ہیچ ہے۔ یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ صالح بن محمد فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف تھا " وکان یضع " (خود جعلی حدیثیں بنایا کرتا تھا) ابوحاتم کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے اس کی حدیث ہرگز نہیں لکھی جا سکتی۔" (ازالۃ الریب ص ۳۱۶)
۲۔ یہی موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''صوفی صاحب نے اپنے بڑوں کی پیروی کرتے ہوئے روایت تو خوب پیش کی ہے مگر ان کو سود مند نہیں کیونکہ ''سدی''فنِ روایت میں ''ہیچ'' ہے۔امام ابن معین فرماتے ہیں کہ ان کی روایت میں ضعف ہوتا ہے۔امام جوزجانی فرماتے ہیں ''**ھو کذاب شتام**'' وہ بہت بڑا جھوٹا اور تبرائی تھا.....امام طبری فرماتے ہیں کہ اس کی روایت سے احتجاج درست نہیں .....اس روایت کی مزید بحث ازالۃ الریب میں دیکھئے۔ان بے جان اور ضعیف روایتوں سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہوسکتا'' (تفریح الخواطر فی ردتنویر الخواطر ص ۷۷تا۷۸)

۳۔ سرفراز صاحب اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

''سدی کا نام محمد بن مروان ہے......امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بالکل ترک کردیا ہے (حیرت ہے کہ امام احمد بن حنبل جیسی نقاد حدیث شخصیت تو اس کی روایت کو ترک کرتی ہے مگر مولوی نعیم الدین صاحب اور ان کی جماعت اس کی روایت سے......)'' (تنقید متین ص ۱۶۸)

۴۔ موصوف اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

''سدی کذاب اور وضاع ہے'' (اتمام البرہان ص ۴۵۵) ''صغیر کا نام محمد بن مروان'' ہے امام جریر بن عبدالحمید فرماتے ہیں کہ وہ کذاب ہے اور صالح بن محمد فرماتے ہیں کہ وہ جعلی حدیثیں بنایا کرتا تھا بقیہ محدثین بھی اس پر سخت جرح کرتے ہیں۔انصاف سے فرمائیں کہ ایسے کذاب راوی کی روایت سے دینی کونسا مسئلہ ثابت ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے؟''(اتمام البرہان ص ۴۵۸)

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''آپ لوگ سُدی کی ''دُم'' تھامے رکھیں اور یہی آپ کو مبارک ہو۔'' (اتمام البرہان ص ۴۵۷)

سرفراز خان صاحب مزید فرماتے ہیں کہ:

''آپ نے خازن کے حوالے سے ''سدی کذاب'' کے گھر میں پناہ لی ہے جو آپ کی ''علمی رسوائی'' کے لئے بالکل کافی ہے اور یہ ''داغ'' ہمیشہ آپ کی پیشانی پر چمکتا رہے گا۔''(اتمام البرہان ص ۴۵۸)

تنبیہ: موجودہ دور میں رفع یدین کے خلاف ''تفسیر ابن عباس'' نامی کتاب سے استدلال کرنے والوں نے بقولِ سرفراز خان صفدر صاحب سُدی کی دُم تھام رکھی ہے اور ان لوگوں کی پیشانی پر رُسوائی کا یہ داغ ہمیشہ چمک رہا ہے۔

[محمد بن مروان السدی کے بارے میں محدثین کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

۱۔ بخاری نے کہا: **سکتوا عنہ** یہ متروک ہے (التاریخ الکبیر ۱/۲۳۲)

لا یکتب حدیثہ البتۃ،اس کی حدیث بالکل لکھی نہیں جاتی (الضعفاء الصغیر:۳۵۰)

۲۔ یحییٰ بن معین نے کہا: **لیس بثقۃ** وہ ثقہ نہیں ہے (الجرح والتعدیل ج ۸ص ۸۶ وسندہ صحیح)

۳۔ ابوحاتم رازی نے کہا: **ھو ذاھب الحدیث، متروک الحدیث، لا یکتب حدیثہ البتۃ** ،وہ حدیث میں گیا گزرا ہے،متروک ہے،اس کی حدیث بالکل لکھی نہیں جاتی (الجرح والتعدیل ۸/۸۶)

۴۔ نسائی نے کہا: يروي عن الكلبي ، متروك الحديث وہ کلبی سے روایت کرتا ہے، حدیث میں متروک ہے(الضعفاء والمتروکون:۵۳۸)

۵۔ یعقوب بن سفیان الفارسی نے کہا: وهو ضعيف غير ثقة(المعرفۃ والتاریخ ۱۸۶/۳)

۶۔ ابن حبان نے کہا: كان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات، لا يحل كتابة حديثه إلا على جهة الإعتبار ولا الإحتجاج به بحال من الأحوال ، یہ ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں بیان کرتا تھا، پرکھ کے بغیر اس کی روایت لکھنا حلال نہیں ہے۔ کسی حال میں بھی اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے (المجروحین ۲۸۶/۲)

۷۔ ابن نمیر نے کہا: کذاب ہے(الضعفاء الکبیر للعقیلی ۱۳۶/۴ وسندہ حسن، یاد رہے کہ الضعفاء الکبیر میں غلطی سے ابن نمیر کے بجائے ابن نصیر چھپ گیا ہے)

۸۔ حافظ ہیثمی نے کہا: وهو متروك (مجمع الزوائد ۹۹/۸) أجمعوا على ضعفه اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے(مجمع الزوائد ۲۱۴/۱)

۹۔ حافظ ذہبی نے کہا: كوفي متروك متهم (دیوان الضعفاء:۳۹۶۹)

۱۰۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ''متهم بالكذب'' (تقریب التہذیب:۶۲۸۴)]

دوسرا راوی محمد بن السائب الکلبی ہے۔

اس کے متعلق سرفراز خان صاحب نے لکھا ہے کہ:

''کلبی کا حال بھی سن لیجئے......کلبی کا نام محمد بن السائب بن بشر ابو النضر الکلبی ہے۔امام معتمر بن سلیمان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ کوفہ میں دو بڑے بڑے کذاب تھے،ایک ان میں سے کلبی تھا اور لیث بن ابی سلیم کا بیان ہے کہ کوفہ میں دو بڑے بڑے جھوٹے تھے۔ ایک کلبی اور دوسرا سدی۔ امام ابن معین کہتے ہیں کہ ليس بشيء، امام بخاری فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ اور ابن مہدی نے اس کی روایت بالکل ترک کر دی تھی۔ امام ابن مہدی فرماتے ہیں کہ ابو جزء نے فرمایا: میں اس بات پر گواہی دیتا ہوں کہ کلبی کافر ہے۔ میں نے جب یہ بات یزید بن زریع سے بیان کی تو وہ بھی فرمانے لگے کہ میں نے بھی ان سے یہی سنا کہ'' أشهد أنه كافر ''میں نے اس کے کفر کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ:

''يقول كان جبرائيل يوحي إلى النبي ﷺ فقام النبي لحاجته وجلس علي فأوحي إلى علي''

کلبی کہتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت a کی طرف وحی لایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ آپ کسی حاجت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی جگہ حضرت علی h بیٹھ گئے تو جبرئیل علیہ السلام نے ان پر وحی نازل کر دی۔

(یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت a مورد وحی اور منبط وحی کو نہ پہچان سکے اور حضرت علی h کو رسول سمجھ کر ان کو وحی سنا گئے......اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس بھولے بھالے جبرائیل علیہ السلام نے آگے پیچھے

کیا کیا ٹھوکریں کھائی ہوں گی اور کن کن پر وحی نازل کی ہوگی اور نہ معلوم حضرت علی h کو بھی وہ اس خفیہ وحی میں کیا کچھ کہہ گئے ہوں گے، ممکن ہے یہ خلافت بلافصل ہی کی وحی ہو جس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت علی h کے کان میں پھونک گئے ہوں گے۔ بات ضرور کچھ ہوگی۔ آخر کلبی کا بیان بلاوجہ تو نہیں ہوسکتا، اور کلبی کے اس نظریہ کے تحت ممکن ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی ہی وحی میں بھول کر حضرت محمد a کو سنا گئے ہوں اور مقصود کوئی اور ہو اور عین ممکن ہے کہ وہ حضرت علی h ہی ہوں، آخر کلبی ہی کے کسی بھائی کا یہ نظریہ بھی تو ہے کہ:

جبرائیل کہ آمد چوں از خالق بے چوں بہ پیش محمد شد و مقصود علی بود

معاذ اللہ تعالیٰ، استغفر اللہ تعالیٰ، کلبی نے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ a اور وحی کو ایک ڈراما اور کھیل بنا کر رکھ دیا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ ثم العیاذ باللہ تعالیٰ۔ صفدر)

بلکہ کلبی نے خود یہ کہا ہے کہ جب میں بطریق ابوصالح عن ابن عباس h کوئی روایت اور حدیث تم سے بیان کروں تو ''فھو کذب'' (وہ جھوٹ ہے) امام ابوحاتم فرماتے ہیں کہ حضرات محدثین کرام سب اس پر متفق ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ اس کی کسی روایت کو پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔ امام نسائی کہتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے اور اس کی روایت لکھی بھی نہیں جاسکتی۔ علی بن الجنید، حاکم ابواحمد اور دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں کہ وہ کذاب اور ساقط ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ اس کی روایت جھوٹ پر جھوٹ بالکل ظاہر ہے اور اس سے احتجاج صحیح نہیں ہے۔ ساجی کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے اور بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا کیونکہ وہ غالی شیعہ ہے، حافظ ابوعبداللہ الحاکم کہتے ہیں کہ ابوصالح سے اس نے جھوٹی روایتیں بیان کی ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

" وقد اتفق ثقات أهل النقل على ذمه وترک الرواية عنه فی الأحکام والفروع"

تمام اہل ثقات اس کی مذمت پر متفق ہیں اور اس پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ احکام اور فروع میں اس کی کوئی روایت قابلِ قبول نہیں ہے۔

اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ کلبی کی تفسیر اول سے لے کر آخر تک سب جھوٹ ہے اس کو پڑھنا بھی جائز نہیں ہے (تذکرۃ الموضوعات ص۸۲) اور علامہ محمد طاہر الحنفی لکھتے ہیں کہ کمزور ترین روایت فن تفسیر میں کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس ہے اور **فإذا انضم إليه محمد بن مروان السدي الصغير فهي سلسلة الكذب** . (تذکرۃ الموضوعات ص۸۳ واتقان ج۲ص۱۸۹) اور اس روایت میں خیر سے یہ دونوں شیر جمع ہیں۔'' (ازالۃ الریب ص۳۱۶،۳۱۶) نیز دیکھئے تنقید متین ص۱۶۷،۱۶۹۔

[محمد بن السائب، ابوالنضر الکلبی کے بارے میں محدثین کرام کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

۱۔ سلیمان التیمی نے کہا: '' **كان بالكوفة كذابان أحدهما الكلبي** '' کوفہ میں دو کذاب تھے، ان میں سے ایک کلبی ہے (الجرح والتعدیل ۲۷۰/۷ وسندہ صحیح)

۲۔ قرہ بن خالد نے کہا: '' **كانوا يرون ان الكلبي يرزف يعني يكذب** '' لوگ یہ سمجھتے تھے کہ کلبی جھوٹ بولتا

ہے۔(الجرح والتعدیل ۷/۲۷۰ وسندہ صحیح)

۳۔ سفیان ثوری نے کہا:ہمیں کلبی نے بتایا کہ تجھے جو بھی میری سند سے عن ابی صالح عن ابن عباس بیان کیا جائے تو وہ جھوٹ ہے اسے روایت نہ کرنا (الجرح والتعدیل ۷/۲۷۱ وسندہ صحیح)

۴۔ یزید بن زریع نے کہا:کلبی سبائی تھا (الکامل لابن عدي ۵/۲۱۲۸ وسندہ صحیح)

۵۔ محمد بن مہران نے کہا:کلبی کی تفسیر باطل ہے (الجرح والتعدیل ۷/۲۷۱ وسندہ صحیح)

۶۔ جوزجانی نے کہا: **كذاب ساقط** (احوال الرجال:۳۷)

۷۔ یحیٰی بن معین نے کہا: **ليس بشيء**، کلبی کچھ چیز نہیں ہے (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری:۱۳۴۴)

۸۔ ابوحاتم الرازی نے کہا:''**الناس مجتمعون على ترك حديثه ، لا يشتغل به، هو ذاهب الحديث**'' اس کی حدیث کے متروک ہونے پر لوگوں کا اجماع ہے۔اس کے ساتھ وقت ضائع نہ کیا جائے وہ حدیث میں گیا گزرا ہے (الجرح والتعدیل ۷/۲۷۱)

۹۔ حافظ ابن حجر نے کہا:''**المفسر متهم بالكذب ورمي بالرفض**'' (تقریب التہذیب:۵۹۰۱)

۱۰۔ حافظ ذہبی نے کہا:''**تركوه**'' یعنی (محدثین نے) اسے ترک کردیا ہے (المغنی فی الضعفاء:۵۵۴۵)]

تیسرا راوی باذام ابوصالح ہے۔

۱۔ ابوحاتم الرازی نے کہا:**يكتب حديثه ولا يحتج به** (الجرح والتعدیل ۲/۴۳۲)

۲۔ نسائی نے کہا: **ضعيف كوفي** (الضعفاء والمتروکین:۷۲)

۳۔ بخاری نے اسے کتاب الضعفاء میں ذکر کیا (رقم:تحفۃ الاقویاء ص ۲۱)

۴۔ حافظ ذہبی نے کہا:'' **ضعيف الحديث** '' (دیوان الضعفاء:۵۴۴)

۵۔ حافظ ابن حجر نے کہا:'' **ضعيف يرسل** '' (تقریب التہذیب:۶۳۴)

بعض علما نے باذام مذکور کی توثیق بھی کر رکھی ہے مگر جمہور محدثین کی جرح کے مقابلے میں یہ توثیق مردود ہے۔]

(......صاحب)! آپ کو شاید معلوم ہوگا کہ،متروک، ساقط، متہم بالکذب، کذاب، یکذب اور یضع یہ ساری شدید جرحیں ہیں، جن راویوں پر ان الفاظ میں جرح کی گئی ہو اُن کی روایت قابل قبول ہوتی ہے نہ حجت، بالخصوص جب اُن کی کسی نے توثیق بھی نہ کی ہو۔آپ کی پیش کردہ تفسیری روایت کے یہ تینوں راوی ایسی ہی جرح کے حامل مجروح راوی ہیں، ان جھوٹوں کی روایات کو، سچے لوگ ماننا تو درکنار پیش کرنا بھی روا نہیں جانتے، لیکن آپ نے اسے پیش کردیا، اب آپ پر لازم ہے کہ پہلے ان کی ثقاہت ثابت کریں اگر ایسا نہ کرسکیں اور ان شاء اللہ ہرگز نہ کرسکیں گے تو اس روایت کے پیش کرنے سے علانیہ رجوع کریں.آپ کی پیش کردہ اس روایت کی سند سے متعلق حافظ جلال الدین السیوطی لکھتے ہیں:''**وأوهى طرقه طريق الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس فإن انضم إلى ذلك**

روایة محمد بن مروان السدي الصغیر فهي سلسلة الکذب تمام طرق میں سب سے کمزورترین طریق ''الکلبي عن أبي صالح عن ابن عباس رضي الله عنه'' ہےاوراگراس روایت کی سند میں محمد بن مروان السدی الصغیر بھی مل جائے تو پھر یہ سند''سلسلة الکذب'' کہلاتی ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن ج۲ص۴۱۶)

واضح رہے کہ یہ سند سلسلۃ الکذب ابوصالح تک ہے'' الصحابة کلهم عدول رضي الله عنهم'' صحابہ ؓتمام کے تمام عادل ہیں یہ قاعدہ کلیہ ہے، البتہ ان سے روایت کرنے والے بعد کے راویوں کا عادل وثقہ.....ہونا ضروری ہے یہ بھی ایک قاعدہ کلیہ ہے۔

دوسری بات: اگر یہ روایت سنداً صحیح ہوتی بھی تو آپ کے لئے مفید نہ ہوتی، اس کا ترجمہ ہم نے آپ کے معتبر ''مناظرِ اسلام'' حبیب اللہ ڈیروی صاحب سے شروع میں نقل کیا ہے، اور آپ نے آٹھ مسائل (ص ۱۹) سے نقل کرتے ہوئے لکھا'' خشوع کے لئے ضروری ہے کہ رفع یدین بھی نماز میں نہ کرے'' (ص۱) اس میں کسی خاص موقع کے رفع الیدین کی صراحت نہیں، بلکہ یہ عام الفاظ ہیں جس کی زد میں بعض مقام پر خود احناف بھی آتے ہیں، کیا آپ نماز کے شروع میں رفع الیدین نہیں کرتے؟ کیا آپ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت سے پہلے رفع الیدین نہیں کرتے؟ کیا آپ ہر سال عیدین کی نمازوں میں تکبیرات زائدہ کے ساتھ رفع الیدین نہیں کرتے؟؟؟

اگر آپ کرتے ہیں اور یقیناً کرتے ہیں، تو خود آپ اس روایت کے مخالف ہیں۔ آپ ان تین مقامات کے رفع الیدین کو کس طرح بچائیں گے؟ اور اس قول کے عین برخلاف اپنی پڑھی جانے والی نمازوں کو کس طرح خشوع وخضوع والی نماز ثابت کریں گے؟ جبکہ خشوع کے لئے آپ کے نزدیک نماز کا رفع الیدین سے پاک ہونا ضروری ہے یا آپ کے نزدیک ان تینوں مقامات کے وقت رفع الیدین نماز کا حصہ نہیں؟ آپ کے نزدیک جو بھی اصل صورت حال ہے اُس کی وضاحت کریں، کیونکہ اس میں رکوع سے پہلے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین سے منع کی صراحت نہیں، کما ترىٰ۔ جب اس کی صراحت نہیں تو یہ عام ہوئے، اور جب رکوع سے قبل وبعد کی صراحت نہ ہونے کی وجہ سے عام ہوئے، تو یہ الفاظ آپ کے بھی خلاف ہوئے، اس روایت کے مطابق آپ کی نمازیں بھی خشوع وخضوع کے خلاف ہوئیں **فانظر ماذا ترىٰ** ؟

تیسری بات: آپ نے ہمیں تو صریح الفاظ میں بیان کا حکم دیا جیسا کہ آپ نے لکھا:

''ان سوالوں کا جواب قرآن کریم کی ''صریح'' آیت یا صحیح ''صریح'' غیر متعارض حدیث سے دینا لازم ہے (ص۴) ''صریح'' کے معنی تو جناب کو معلوم ہوں گے نا؟! واضح، کھلا ہوا، تو جناب نے شرط رکھی کہ آیت ہو تو ''صریح'' حدیث ہو تو صریح۔!

پھر بزعم خود رکوع سے قبل وبعد........ کے رفع الیدین کے خلاف جو پہلی دلیل نقل فرمائی وہ ''غیر صریح'' ہے جس میں سرے سے اس کا ذکر ہی نہیں بلکہ'' **لا یرفعون أیدیهم فی الصلاة**'' کے عام الفاظ ہیں کہ ''نمازوں میں ہاتھ نہیں اٹھاتے'' کیا اس میں صراحت ہے؟ اگر اصول محض بنانے اور مخالفین کا منہ بند کرانے کے لئے نہیں ہوتے تو

ان عام الفاظ پر خود کیوں عمل نہیں کرتے؟ کیا آپ جس وقت نماز کی ابتدا میں کانوں کی لوتک رفع الیدین کرتے ہیں اس وقت آپ کے خیال سے آپ نماز میں نہیں ہوتے؟ اگر نماز میں ہی ہوتے ہیں تو کیوں رفع الیدین کرتے ہیں؟ آپ کی پیش کردہ جھوٹی روایت میں تو یہ ہے ''**لا یرفعون أیدیهم فی الصلاۃ**'' نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے۔ پھر آپ شروعِ نماز میں نیز وتر اور عیدین کی نمازوں میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں؟ الغرض یہ الفاظ عام ہیں آپ کسی طرح بھی اس میں رفع الیدین قبل الرکوع و بعدہ کی صراحت ہرگز ہرگز ثابت نہیں کر سکتے، جب آپ اپنے ہر ہر عمل کو صریح آیت اور صریح حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے تو اپنے مخالفین سے کس منہ سے ''صریح'' کا مطالبہ کرتے ہیں؟ جب تک آپ ان الفاظ میں رکوع سے قبل و بعد کی صراحت ثابت نہیں کرتے اپنے اصول کے مطابق آپ یہ دلیل پیش نہیں کر سکتے کہ اس میں صراحت مفقود ہے۔

چوتھی بات: آپ نے سورۃ المؤمنون کی جو آیت کریمہ نقل فرمائی۔ یہ مکی سورت ہے جناب محمود الحسن صاحب (دیوبندی) نے ترجمۂ قرآن میں لکھا ہے ''سورہ مؤمنون مکہ میں اتری اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع کا حکم مکہ ہی میں نازل ہو چکا تھا، اب ذرا اس کی تفصیل بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ''رفع الیدین'' پر رسول اللہ a کا عمل خود آپ کی معتبر شخصیت کی تحریر کی روشنی میں کب تک رہا، اس سے پہلے صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجئے: ''**عن أبي قلابة أنه رأیٰ مالک بن الحویرث إذا صلیٰ کبر ورفع یدیه و إذا أراد أن یرکع رفع یدیه وإذا رفع رأسه من الرکوع رفع یدیه وحدث أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صنع ھکذا**''
ابوقلابہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا مالک بن الحویرث h کو جب وہ نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے (یعنی رفع الیدین کرتے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور انہوں نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ a نے بھی اسی طرح کیا۔ (صحیح البخاری، ج ا ص ۱۰۲ باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع، قدیمی کتب خانہ) [یہ حدیث صحیح مسلم ج ا ص ۱۶۸ ح ۳۹۱ میں بھی ''**کان یفعل ھکذا**'' آپ اسی طرح کرتے تھے، کے الفاظ کے ساتھ موجود ہے]

اب ذرا اپنی معتبر شخصیت جناب سرفراز خان صفدر صاحب کی سنیں، وہ کیا فرماتے ہیں: ''حافظ ابن حجر فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۰ میں لکھتے ہیں: **مالک بن الحویرث قدم المدینة حین التجھیز للتبوک فأقامه عنده عشرین لیلة،** انتہیٰ اور غزوۂ تبوک ۹ ھ میں ہوا تھا، اُس وقت آنحضرت a کی عمر مبارک تقریباً باسٹھ (۶۲) سال تھی۔'' (خزائن السنن حصہ دوم ج ا ص ۱۱۴، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

اس حوالے سے واضح ہوتا ہے کہ (سرفراز خان صفدر کے نزدیک بھی) سیدنا مالک بن الحویرث h نے رسول اللہ a کے تقریباً آخری زمانہ میں آپ a کو دیکھا اور بیس (۲۰) راتیں آپ a کے ہاں مدینہ میں قیام فرمایا اس دوران میں انہوں نے آپ a کو اختتامِ نماز میں اور رکوع سے قبل و بعد رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا، مطلب بالکل واضح ہے کہ ان کی اس حدیث کے مطابق رسول اللہ a تقریباً (۶۲) سال کی عمر مبارک تک رفع الیدین پر عمل پیرا

رہے،آپ a (۴۰) سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز ہوئے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبوت ملنے کے بعد بائیس (۲۲) سال تک آپ a نماز میں رفع الیدین کرتے رہے،رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد بھی۔خود آپ کے مسلمہ اصول کے مطابق۔ اب آیئے اپنی پیش کردہ تفسیری روایت کی طرف،یہ تفسیر جس آیت کے تحت بیان کی گئی ہے وہ مکی سورت کی آیت ہے جس میں خشوع وخضوع کا حکم ہے،اور اس تفسیر کے مطابق نماز میں رفع الیدین کرنا خشوع وخضوع کے منافی ہے، اور رفع الیدین نہ کرنا خشوع وخضوع کے مطابق ہے،آپ کی پیش کردہ اس تفسیر کی روشنی میں تو (خاکم بدہن) رسول اللہ a اپنی باسٹھ (۶۲) سال کی عمر مبارک تک بغیر خشوع وخضوع والی نماز پڑھتے رہے۔ (**نعوذ بالله من هٰذاالكفر**)

اور اگر ہم اس سورت کے زمانۂ نزول کو مکی زندگی کے آخری حصہ کو بھی مان لیں تب بھی یہ ثابت ہوگا کہ خشوع کے حکم والی ان آیات کے نازل ہوجانے کے نو (۹) سال بعد تک (معاذ اللہ) رسول اکرم a اس آیت کریمہ کا مفہوم نہ سمجھ پائے اور اس کے برخلاف نماز میں رفع الیدین کرتے رہے (معاذ اللہ) جو اس تفسیر کی روشنی میں خشوع کے خلاف ہے۔

(معاذ اللہ) جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ ''خشوع کے لئے ضروری ہے کہ رفع الیدین بھی نماز میں نہ کرے۔'' (ص ۱) محترم......صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کا ''اقبال'' بلند فرمائے،اگر آپ تعصب،جانبداری،ضد اور ہٹ دھرمی سے دور رہ کر قلبِ سلیم کے ساتھ ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے تو اپنے علماء کی پیش کردہ نام نہاد تفسیر جو کہ ابو صالح جیسے سخت ضعیف اور السدی الصغیر جیسے کذاب ومتروک راوی اور ''الکلبی'' جیسے رافضی وسبائی،کذاب اور دین اسلام کے خطرناک دشمن نے بیان کی ہے۔آپ ان کی اس چال اور اس روایت کی قباحت وشناعت سے ہرگز انکار نہ کر پائیں گے، ان کذاب لوگوں کی بیان کردہ اس نام نہاد تفسیر کی اس سے بڑھ کر قباحت وشناعت اور کیا ہوسکتی ہے کہ اس سے اتقی الناس واخشع الناس،امام المتقین وامام الخاشعین محمد رسول اللہ a کی نماز (نعوذ باللہ) خشوع وخضوع سے خالی ثابت ہوئی ہے۔(نعوذ باللہ) کیا کوئی ادنیٰ ایمان والا شخص بھی کبھی اس کا تصور کرسکتا ہے؟

واللہ! آپ a کی نماز سے زیادہ کسی انسان کی نماز خشوع وخضوع والی نہیں ہوسکتی،اسی لئے تو حکمِ الٰہی سے آپ نے اپنی اُمت کو اس بات کا حکم دیا کہ '' صلوا كما رأيتموني أصلي'' نماز اسی طریقہ سے پڑھو جس طریقہ سے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔'' (بخاری:۶۳۱) [اور یہ تو ہمارے اور آپ کے ہاں مسلم ہے کہ نبی کریم a بغیر وحی کے کسی بات کا حکم نہیں دیتے تھے۔] **فافهم**

واضح رہے کہ یہ تمام تر قباحتیں اس صورت میں لازم آتی ہیں جب آپ یہ کہیں جیسا کہ آپ نے (کتاب) آٹھ مسائل (ص ۱۹) سے لفظ بہ لفظ نقل کرتے ہوئے لکھا بھی ہے کہ:

''خشوع کے لئے ضروری ہے کہ رفع یدین بھی نماز میں نہ کریں۔'' (آپ کی تحریر ص ۱)

ہاں اگر آپ اپنی اس نقل فرمودہ بات سے ''رجوع'' کرلیں تو یہ قباحت لازم نہیں آتی،امید ہے کہ آپ غور فرمائیں گے۔ بصورت دیگر ان تمام باتوں کی اصل حقیقت پیش فرمائیں۔ چلتے چلتے یہ بھی سن لیں کہ رفع الیدین عاجزی وانکساری، خشوع وخضوع اور سکون کے منافی ہرگز ہرگز نہیں بلکہ عین عاجزی وانکساری کا اظہار ہے،اگر آپ تسلیم نہیں کرتے تو

اپنے اکابر علماء میں سے علامہ عبدالحیؒ حنفی لکھنوی کی منقول عبارت ملاحظہ کیجئے، لکھتے ہیں:

''رفع الیدین عند الإفتتاح و غیره ، خضوع ، و استکانة ، و ابتھال و تعظیم لله تعالیٰ ، و اتباع سنة نبیه صلی الله علیه وسلم''

رفع الیدین کرنا افتتاح (صلوٰۃ) کے وقت اور اس کے علاوہ خضوع ہے، عاجزی وانکساری ہے، گڑگڑانا ہے (اللہ کے سامنے) اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے اور اس کے نبی a کی سنت کی اتباع ہے۔

(التعلیق المجد علی موطا محمد، ج ا ص ۳۷۵، حاشیہ ۳، قدیمی کتب خانہ)

محترم......صاحب! غور کیجئے گا، یہ رفع الیدین رب کے حضور عاجزی وانکساری، خشوع وخضوع کا اظہار صرف عندالافتتاح ہی نہیں بلکہ ''وغیرہ'' اس کے علاوہ دیگر مقام پر بھی ہے جیسے متواتر احادیث کی روشنی میں رکوع سے قبل اور رکوع سے اٹھنے کے بعد، اب یہ تو عجیب بات ہوئی کہ آپ کے ''علامہ'' وکثیر التصانیف معتبر شخصیت ''رفع الیدین'' کا شروع نماز کے علاہ دیگر مقام پر بھی عاجزی وانکساری ہونا نقل فرما کر تسلیم کریں اور آپ اسے خشوع وخضوع کے منافی قرار دیں، اور پھر خود وتر میں روزانہ اور عیدین میں بار بار شروع نماز کے علاوہ بھی اس عمل کو دہرائیں، لیکن تناقض وتضاد کی عمدہ مثال بن کر اسی عمل کو خشوع وخضوع کے خلاف کہنے کی رٹ بھی لگائے رکھیں، خود بگوایں کار رِنادان نیست؟ پھر آپ تو ماشاءاللہ ایک ''مذہبی مدرسہ'' کے طالب علم ہیں۔!

سوال 1: کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ''رفع الیدین'' شروعِ نماز میں اور درمیان وتر میں اور عیدین کی نمازوں کے درمیان خشوع وخضوع کے خلاف کیوں نہیں اور رکوع سے قبل رکوع سے اٹھنے کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع میں خشوع وخضوع کے خلاف کیوں ہے؟

سوال 2: کیا اپنے اس ''خاص دعوی'' کی دلیل خاص قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کرسکتے ہیں؟ یا جواب ندارد والا معاملہ ہے؟

سوال 3: بقول آپ کے نماز میں شروع کے علاوہ'' حدیث'' میں.....نماز کے اندر رفع یدین سے روکنا ہے۔ (دیکھئے اپنی تحریر ص۲ سطر نمبر ۱۲،۱۳) بس یہ آپ ہی کے الفاظ ہیں بقدر ضرورت ہم نے نقل کردیئے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ وتر میں جو آپ ''رفع الیدین'' کرتے ہیں وہ نماز کے اندر نہیں ہے؟

سوال 4: کیا آپ رسول اللہ a سے نماز وتر میں اس رفع الیدین کا ثبوت پیش کرسکتے ہیں؟

امید ہے کہ میرے یہ سوالات آپ کے جوابات کے ''مستحق'' ٹھہریں گے، اللہ کرے ایسا ہی ہو! آمین۔ چونکہ اگر ایسا نہ ہو تو آپ اپنے ہی قول کے مطابق ''گونگے شیطان'' ثابت ہوں گے۔

پانچویں بات: آپ نے لکھا ہے ''خشوع کے لئے ضروری ہے کہ رفع الیدین بھی نماز میں نہ کرے۔'' (ص۱) تو یقیناً خشوع بھی ضروری ہے خاص طور پر جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے پیارے رسول a نے اس کی اہمیت بیان فرمائی ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قَدْاَفْلَحَ الْمُوْ مِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ﴾ یقیناً فلاح پائی مومنوں نے، جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔ (سورۃ المؤمنون:۱تا۲)

معلوم ہوا کہ فلاح وکامیابی وکامرانی کے لئے خشوع لازمی ٹھہرا بلکہ فلاح کے حصول کی پہلی کڑی ہے۔

﴿وَاسْتَعِيْنُوْابِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴾ اور مدد طلب کرو صبر اور نماز (کے ذریعے) بے شک وہ بہت بھاری ہے مگر خشوع کرنے والوں پر (نہیں)۔ (البقرۃ:۴۵)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ خشوع اختیار کرنے والوں کے علاوہ لوگوں پر نماز بھاری ہے، نماز کو ہمیشگی کے ساتھ برضا ورغبت ادا کرنے کے لئے خشوع کا اختیار کرنا ضروری ہے، اس سے آپ خشوع کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کس قدر ضروری ہے کہ اس کے بغیر اقامتِ صلوٰۃ جو بعد از ایمان اولین فریضہ ہے اس کی ادائیگی بھاری ہے۔

سیدنا عبادہ بن صامت h سے مروی ہے کہ رسول اللہ a نے فرمایا:

خمس صلوات افترضهن الله عز وجل، من أحسن وضوئهن وصلاهن لوقتهن وأتم ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد أن يغفر له ومن لم يفعل فليس له على الله عهد إن شاء غفر له وإن شاء عذبه . اللہ عزوجل نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جس نے ان کے (ادائیگی کے) لئے اچھا وضو کیا، اور ان کے اوقات پر ان نمازوں کو پڑھا، ان کے رکوع (وسجود) وخشوع کو پورا کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا، اور جس نے ایسا نہیں کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد نہیں اگر چاہے تو اسے معاف کردے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے۔ (موطا امام مالک باب الامر بالوتر ۱/۱۲۳ ح ۲۶۷، سنن النسائی باب المحافظۃ علی الصلوات الخمس ح ۴۶۲، سنن ابی داؤد باب فی المحافظۃ علی وقت الصلاۃ ح ۱۴۲۰، واللفظ لہ وھو حدیث صحیح)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بخشش ومغفرت کا وعدہ جن سعادت مند لوگوں کے ساتھ خود رب کریم نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کے دیگر لوازمات کے ساتھ ساتھ اس کے خشوع کا بھی خیال رکھیں اور اسے مکمل کریں اگرچہ خشوع کے موضوع پر بکثرت آیات واحادیث مبارکہ وارد ہیں لیکن فی الوقت اختصار مطلوب ہے، پس خشوع کی اہمیت کے ثبوت کے لئے اتنا ہی کافی ہے، یہاں انہیں بیان کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ ''خشوع'' ایک مطلوب ومحمود چیز ہے، سو بقول آپ کے ''خشوع کے لئے ضروری ہے کہ رفع یدین بھی نماز میں نہ کرے'' (آپ کی تحریر ص ۱) قصہ مختصر کہ نماز کے لئے خشوع ضروری ہے اور خشوع کے لئے بقول آپ کے ''رفع الیدین'' نہ کرنا ضروری ہے۔ اس بات کو یاد رکھئے گا، اب اپنے اکابر وانتہائی معتبر علماء کی سنیں وہ کیا فرماتے ہیں۔

۱: جناب مفتی تقی عثمانی (دیوبندی) صاحب جنہیں آپ کے حلقہ میں ''شیخ الاسلام'' کہا جاتا ہے وہ فرماتے ہیں:

''البتہ رفع یدین عندالرکوع وعندالرفع منہ میں اختلاف ہے، شافعیہ اور حنابلہ ان دونوں مواقع پر بھی رفع کے قائل ہیں، محدثین کی ایک بڑی جماعت بھی ان کے مسلک کی حامی ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا مسلک ترکِ رفع کا ہے،......... یہاں یہ واضح رہے کہ ائمۂ اربعہ کے درمیان یہ اختلاف محض افضلیت اور عدم افضلیت کا

ہے نہ کہ جواز وعدم جواز کا، چنانچہ دونوں طریقے فریقین کے نزدیک بلا کراہت جائز ہیں......‘‘
مزید لکھتے ہیں: ’’بعض شافعیہ نے بھی ترکِ رفع پر فساد کا حکم دے دیا، اور حنفیہ میں سے صاحب منیۃ المصلّی نے رفعِ یدین کو مکروہ لکھ دیا، لیکن حقیقت وہی ہے جو ہم نے بیان کی، کہ نہ شافعیہ کے مذہب میں ترکِ رفع مفسدِ صلوٰۃ ہے نہ حنفیہ کے ہاں رفع مکروہ ہے‘‘ (درس ترمذی، باب رفع الیدین عندالرکوع، ج۲ص۲۶)

مسئلہ زیرِ بحث میں آپ کے ’’شیخ الاسلام‘‘ مفتی تقی عثمانی صاحب نے جو کچھ بیان فرمایا اس میں سے بقدر ضرورت ہم نے یہاں نقل کیا ہے، آپ اسے بغور پڑھیں، اس میں بغیر کسی ایچ پیچ کے اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ احناف کے ہاں رکوع سے قبل اور بعد رفع الیدین پر عمل بلا کراہت جائز ہے۔ اور یہ عمل مکروہ بھی نہیں، بلکہ تقی عثمانی صاحب تو یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

’’رفع یدین کے مسئلہ پر ہماری آئندہ گفتگو کا منشاء یہ ثابت کرنا نہیں کہ رفع یدین ناجائز ہے یا احادیث سے ثابت نہیں‘‘ (درس ترمذی، باب رفع الیدین عندالرکوع ج۲ص۲۷مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم کراچی)

محترم بھائی......صاحب! آپ کے نزدیک تو رفع الیدین خشوع وسکون کے منافی ہے جیسا کہ آپ نے آٹھ مسائل (ص۱۹) سے نقل فرمایا کہ ’’خشوع کے لئے ضروری ہے کہ رفع یدین بھی نماز میں نہ کرے‘‘ آپ خشوع کے لئے جس عمل سے بچنا اس کا نہ کرنا ’’ضروری‘‘ سمجھتے ہیں جی ہاں ضروری! آپ کے ’’عظیم مفتی‘‘ اور ’’شیخ الاسلام‘‘ اس چیز پر عمل کرنا ’’ناجائز‘‘ و ’’مکروہ‘‘ تو کجا بلا کراہت جائز سمجھتے ہیں، اور اسے حقیقت میں ’’حنفیہ کا مذہب‘‘ بتلاتے ہیں۔ جیسا کہ خط کشیدہ وجلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔

قرآن وسنت سے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ ’’خشوع وخضوع‘‘ بالخصوص نماز میں انتہائی مطلوب اور اہم عمل ہے، تو کیا ایسا عمل جو خشوع جیسے عظیم عمل کے خلاف ہو اس میں خلل ڈالتا ہو وہ بلا کراہت جائز ہوسکتا ہے؟ یقیناً نہیں، بالکل نہیں اور ہرگز ہرگز نہیں! ایسے عمل کو تو ناجائز ومکروہ ہونا چاہیے اس میں تو کراہت ہونی چاہیے اور خاص طور پر ایسا عمل خشوع حاصل کرنے کے لئے جس کا نہ کرنا ضروری ہو۔ لیکن آپ کے ’’شیخ الاسلام‘‘ صاحب تو رفع یدین کو ناجائز ومکروہ نہیں کہتے اور احناف کے نزدیک اس پر عمل بلا کراہت جائز بتلاتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ نماز میں رفع الیدین خشوع کے خلاف نہیں ہے بلکہ رسول اللہ a کی اتباع ہے اور یہ عین خشوع اور رب کے حضور عاجزی وانکساری کا اظہار ہے جیسا کہ آپ کے معتبر عالم علامہ عبدالحیٔ لکھنوی سے ہم نقل کر آئے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ خشوع کے خلاف قرار دینے والے اور اسی لئے رفع یدین نہ کرنا ضروری قرار دینے والے خود اپنے ’’حنفی مذہب‘‘ کے علم سے نابلد وکورے ہیں کہ ان کے ’’شیخ الاسلام وعظیم مفتی‘‘ بلا کراہت جائز قرار دیتے ہیں اور یہ نہ کرنا ضروری قرار دیتے ہیں۔

......صاحب! کیا آپ بتانا پسند فرمائیں گے کہ آپ کے ’’شیخ الاسلام‘‘ و ’’عظیم مفتی محترم‘‘ تقی عثمانی صاحب اصل حنفی مذہب بیان فرما رہے ہیں یا آپ لوگ حنفی مذہب کی غلط ترجمانی کر رہے ہیں؟

یادرہے کہ ''جواب دینا لازم ہے'' اور جواب سے سکوت کر کے ''گونگا شیطان بننا'' خود جناب کا فرمودہ و بیان کردہ اصول ہے۔ (دیکھئے اپنی تحریر ص ۴ کا آخری پیرا گراف) سو اس اصول کی روشنی میں ناچیز کا خیال ہے کہ آپ اپنا ناپسندیدہ ''گونگے شیطان'' کا کردار بننا گوارا نہیں فرمائیں گے، واللہ الموفق وھو أعلم بالصواب۔

[صوفی عبدالحمید سواتی دیوبندی لکھتے ہیں کہ: ''رکوع جاتے وقت اور اس سے اُٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا زیادہ بہتر اور اگر کرلے تو جائز ہے'' / نماز مسنون ص ۳۴۹ مطبوعہ ۱۹۸۶ء]

سوال 1: آپ نے تو رفع الیدین رکوع سے پہلے اور اس کے بعد کو منسوخ قرار دیا ہے، کیا کسی منسوخ حکم پر عمل کرنا بلا کراہت جائز ہوسکتا ہے؟ جبکہ وہ عمل خشوع کے بھی سخت خلاف ہو؟

سوال 2: بلا کراہت تو ایک طرف کیا منسوخ پر بکراہت بھی عمل جائز ہوسکتا ہے؟

سوال 3: رفع الیدین عندالرکوع و بعد الرفع منہ بقول آپ کے منسوخ ہے، اور بقول آپ کے ''شیخ الاسلام و عظیم مفتی'' اس پر بلا کراہت عمل جائز ہے تو کیا ہر ہر منسوخ شے پر بلا کراہت عمل جائز ہے یا صرف رفع الیدین ہی پر باوجود منسوخ ہونے کے عمل جائز ہے؟

اسی طرح سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں: ''شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ (ج ۲ ص ۱۰) میں لکھتے ہیں۔

'' والذي يرفع أحب إلى ممن لا يرفع فإن أحاديث الرفع أكثر وأثبت '' یعنی جو رفع الیدین کرتا ہے مجھے زیادہ محبوب ہے بنسبت اس کے جو رفع الیدین نہیں کرتا پس بے شک رفع الیدین کی احادیث بہت کثرت سے اور زیادہ ثابت شدہ ہیں۔'' (نقل بقدر ضرورت۔ من خزائن السنن ج ۱ حصہ دوم ص ۹۲) کہیں یہ مت سمجھ لیجئے گا کہ یہ تکبیر تحریمہ کے رفع الیدین سے متعلق فرمایا گیا ہے، اس لئے کہ یہ بات شاہ ولی اللہ صاحب نے رکوع کے رفع الیدین سے متعلق بحث میں لکھی ہے۔ (دیکھئے۔ حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۲۴ تا ۲۵۔ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

آپ کے قول و اصول کے مطابق کیا شاہ صاحب کو خلاف خشوع عمل کرنے والے زیادہ محبوب تھے؟

[شاہ ولی اللہ وغیرہ کے یہ اقوال بطورِ الزام پیش کئے گئے ہیں۔ ان علماء کا ترک رفع یدین کو جائز سمجھنا احادیث صحیحہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے]

[ابوحمزہ (عمران بن ابی عطاء الاسدی، تابعی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''رأیت ابن عباس یرفع یدیہ إذا افتتح الصلوٰۃ وإذا رکع وإذا رفع رأسہ من الرکوع'' میں نے (سیدنا) ابن عباس (i) کو دیکھا کہ وہ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۵ ح ۲۴۳۱ وسندہ حسن)

یہ روایت مسائل الامام احمد (روایۃ عبداللہ بن احمد ۱/۲۴۴ ح ۳۳۱) مصنف عبدالرزاق (۲/۶۹ ح ۲۵۲۳) اور جزء رفع الیدین للبخاری (ح ۲۱) میں بھی موجود ہے۔ طاؤس (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ (بن عباس) کو نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (جزء رفع الیدین: ۲۸ وسندہ صحیح) سیدنا ابن عباس کا نماز میں رفع یدین کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ نماز میں رفع یدین خشوع و خضوع کے خلاف نہیں ہے۔]